شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ فروری ۲۰۲۵ء
FEBRUARY-2025 Rs. 30/-

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری نوری بریلوی

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

امید افزا آیتیں
دعا اور عبادت کی لذت
فضائل و برکات شب برأت
شان خواجہ بزبان امام احمد رضا
غیروں کے ساتھی بنتے اپنے لوگ
پندرہویں شعبان کے فضائل و احکام
معراج مصطفیٰ! حقائق و مشاہدات
حضرت حزقیل علیہ السلام! ایک تعارف
شب برأت میں زیارت قبور اور اس کے آداب
مال حرام کھانے والے کی عبادت مقبول نہیں
ویلن ٹائین ڈے اور اس موقع پر ہونے والی خرافات
حضرت حنا کی بابا! اپنے کشف و کرامات کے آئینے میں

سوشل میڈیائی ہوتے تعلقات

جب سے سوشل میڈیا کا زمانہ آیا ہے ہماری ہر چیز سوشل میڈیائی ہوتی جارہی ہے، ایک وقت تھا جب لوگ شب برأت سے پہلے اپنے ماں باب، بھائی بہن اور دوست و رشتہ دار سے براہ راست معافی تلافی کیا کرتے تھے، لیکن اب تو لوگ سوشل میڈیا پر ایک مسیج چھوڑ کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ بری الذمہ ہوگئے، سوشل میڈیا پر اکثر وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے ان کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہوتا، ایسے میں ان سے معافی تلافی کا کوئی مطلب نہیں، جبکہ جن سے تعلقات ہیں وہ سلام تک کو ترس جاتے ہیں، لوگ صبح اٹھتے ہی ''احباب! السلام علیکم'' کا مسیج ڈال دیتے ہیں اور بوڑھے ماں باپ اپنے لاڈلے کی شکل بھی دیکھنے کو ترس رہے ہوتے ہیں۔

لکھے نشتر فاروقی

مُدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامية جامعة الرضا بریلی شریف یوپی، هند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA
MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

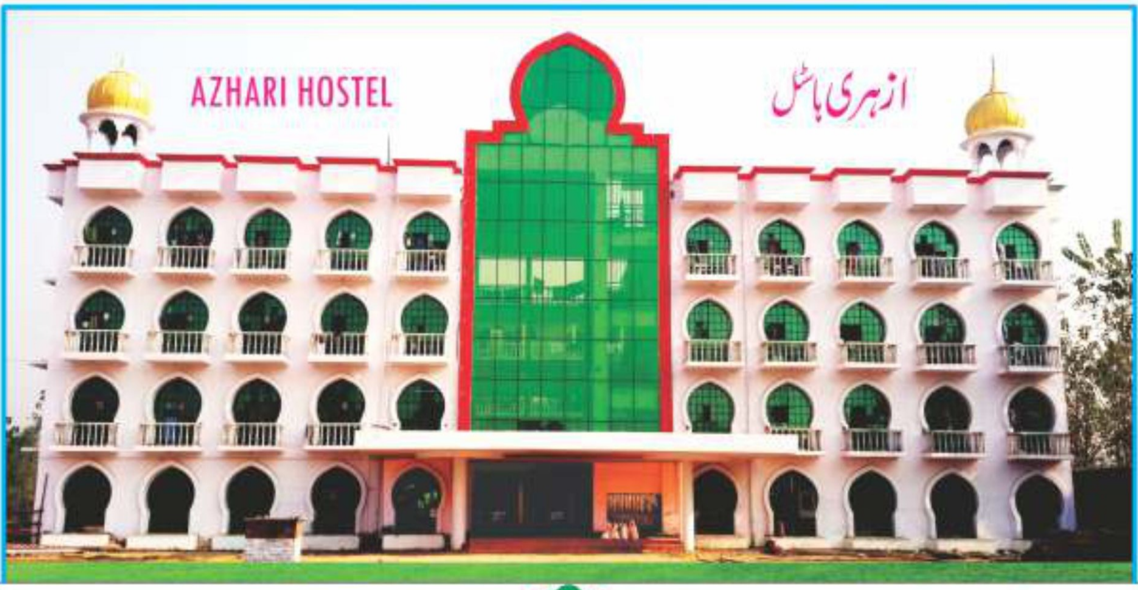

Imam Ahmad Raza Trust
82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدہ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

جلد نمبر ۱۰ | Vol. 10

شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ | فروری ۲۰۲۵ء

شمارہ نمبر ۲ | Issue No. 2

قیمت فی شمارہ ۳۰ روپیے	سالانہ ۳۵۰ روپیے سادہ ڈاک سے	سالانہ ۶۰۰ روپیے رجسٹرڈ ڈاک سے	پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپیے	امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دو پہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

تزئین کار: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا | محمد تمہید خان عرشی فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲ / سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:

sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:

www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers

0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	پندرہویں شعبان کے فضائل واحکام	ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن	5
اسلامیات	شب برأت میں زیارت قبور اور اس کے آداب	مولانا عامر حسین مصباحی	۹
☜	فضائل و برکات شب برأت	مفتی محمد صابر القادری فیضی	۱۳
☜	دعا اور عبادت کی لذت	پیر اجمل رضا قادری	۱۷
☜	مال حرام کھانے والے کی عبادت مقبول نہیں	مولانا محمد مدثر حسین اشرفی	۲۵
☜	امید افزا آیتیں	مولانا خلیل احمد فیضانی	۲۷
مغربی خرافات	ویلن ٹائین ڈے اور اس موقع پر ہونے والی خرافات	حافظ محمد افتخار احمد قادری	۲۹
احوال قوم وملت	غیروں کے ساتھی بنتے اپنے لوگ	مولانا غلام مصطفٰی نعیمی	۳۲
اسلاف واخلاف	حضرت حزقیل علیہ السلام! ایک تعارف	علامہ سید اولاد رسول قدسی	۳۳
☜	شان خواجہ بزبان امام احمد رضا	عالمہ اے رضویہ	۳۶
☜	حضرت خاکی بابا! اپنے کشف وکرامات کے آئینے میں	مولانا آل مصطفٰی مرکزی	۳۹
اسلامیات	معراج مصطفٰی! حقائق ومشاہدات	مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی	۴۵
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۴۹
مختصرات	امام کی تنخواہ! ہماری ذمہ داری	شیخ سجاد حسین رضوی	۵۲
منظومات	کروں کیسے مدحت شہ انبیا کی	مولانا مدثر حسین اشرفی	۵۳
☜	دل ملول ہے مائل در نبی کی طرف	مولانا فرقان فیضی	۵۳
☜	رب کا ہے فرمان آخر موت ہے	مفتی فیضان رضا مرکزی	۵۳
☜	جھک جا او رب کے آگے مسلماں تمام رات	سید خادم رسول عینی	۵۴
خیر وخبر	بلند ولیوں میں تیرا مقام ہے خواجہ	محمد سلمان رضا و محمد عبید رضا	۵۴

مشمولات

سوشل میڈیائی ہوتے تعلقات

جب سے سوشل میڈیا کا زمانہ آیا ہے ہماری ہر چیز سوشل میڈیائی ہوتی جا رہی ہے، ایک وقت تھا جب لوگ شب برأت سے پہلے اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور دوست ورشتہ دار سے براہ راست معافی تلافی کیا کرتے تھے، لیکن اب تو لوگ سوشل میڈیا پر ایک مسیج چھوڑ کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ بری الذمہ ہو گئے، سوشل میڈیا پر اکثر وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے ان کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہوتا، ایسے میں ان سے معافی تلافی کا کوئی مطلب نہیں، جبکہ جن سے تعلقات ہیں وہ سلام تک کو ترس جاتے ہیں، لوگ صبح اٹھتے ہی "احباب! السلام علیکم"، کا مسیج ڈال دیتے ہیں اور بوڑھے ماں باپ اپنے لاڈلے کی شکل بھی دیکھنے کو ترس رہے ہوتے ہیں۔ ✍ نشتر فاروقی

مہمان اداریہ

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

پندرہویں شعبان کے فضائل واَحکام

اللہ تعالیٰ نے دن ورات کو پیدا فرما کر، ان میں سے بعض کو خاص امتیاز بخشا، انہیں میں ماہِ شعبان المعظم کی پندرہویں شب (جسے شبِ برأت یعنی نَجات والی رات کہا جاتا ہے) کو بھی خاص اَہمیت سے سرفراز فرمایا۔ یہ ایک ایسی مبارک رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص نظرِ رحمت فرماتا ہے، اہلِ ایمان پر خصوصی کرم کرتے ہوئے ان کی بخشش ومغفرت فرماتا ہے۔ حضرت سیّدنا ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ يَطَّلِعُ عَلَى عِبَادِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِينَ، وَيُمْلِي الْكَافِرِينَ، وَيَدَعُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتَّى يَدَعُوهُ۔(۱) یقیناً اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر خاص تجلّی فرماتا ہے، مؤمنوں کو بخش دیتا ہے، کافروں کو ڈھیل دیتا ہے اور آپس میں کینہ وعداوت (دشمنی) رکھنے والوں کو چھوڑے رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے دل سے عداوت نکال دیں۔"

حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ۔(۲) اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات خاص تجلّی فرماتا ہے اور مشرک وچغل خور کے سوا سب کی بخشش فرمادیتا ہے۔"

لہٰذا ہمیں ہراُس فعل سے بچنا لازم وضروری ہے، جو ہمارے پروردگار کی ناراضگی کا سبب ہوکر، ہماری بخشش ومغفرت میں رکاوٹ کا باعث بنے۔

شبِ برأت میں قبرستان جانا

اس رات قبرستان جانا بھی سنّتِ مستحبہ ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ میں نے ایک رات رسولِ کریم ﷺ کو اپنے گھر میں نہ پایا، تو میں آپ کی تلاش میں نکلی، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ مدینۂ منوّرہ کے قبرستان بقیع میں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ. کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اُس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟"

میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی اَور زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔(۳) اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات آسمانِ دنیا پر خاص تجلّی فرماتا اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرماتا ہے۔"

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اس رات قبرستان جائیں، اپنی آخرت کی فکر کریں؛ کہ وہ لوگ ہم سے پہلے دنیا سے چلے گئے اور ہمیں بھی بالآخر اس دارِ فنا سے اُس دارِ بقا کی طرف جانا ہے، اپنے رب کے حضور حاضر ہوکر تمام اعمال کا حساب دینا ہے، تو ضروری ہے کہ اپنے تمام گناہوں، بالخصوص بغض وکینہ اور عداوت ودشمنی سے سچی توبہ کریں۔ دوسری حدیثِ پاک میں فرمایا:

"فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِينَ، وَيَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِينَ، وَيُؤَخِّرُ أَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ۔(۴) بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے، رحم کے طلبگاروں پر رحم فرماتا ہے اور بُغض وعداوت (دشمنی) رکھنے والوں کو ان کے حال پر ہی چھوڑ دیتا ہے۔"

اداریہ

مغفرتِ عامّہ

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

"یَطَّلِعُ اللهُ إِلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ :(۱) مُشَاحِنٍ، (۲) وَقَاتِلِ نَفْسٍ۔ (۵) شعبان کی پندرہویں رات اللہ اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے، سوائے دو2 کے باقی سب کی مغفرت فرمادیتا ہے :(۱) کینہ پرور (۲) اور کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔"

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

"يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ إِلَّا رَجُلٍ مُشْرِكٍ، أَوْ فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ۔ (۶) اللہ پندرہویں شعبان کی رات آسمانِ دنیا کی طرف تجلّی فرماتا ہے اور دل میں بُغض وعداوت رکھنے والے اور مشرک (کافر) کے سوا سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔"

حضرت سیّدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، دو جہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

"إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، نَادَى مُنَادٍ :هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ، فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ شَيْئاً إِلَّا أُعْطِيَ، إِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكٌ (۷) جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے، تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے، کہ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کی مغفرت کردوں! ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کردوں! سوائے بدکار عورت اور مشرک (کافر) کے، جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے۔"

دوسری حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے :

"لَا يَنْظُرُ اللهُ فِيهَا إِلَى مُشْرِكٍ، وَلَا إِلَى مُشَاحِنٍ، وَلَا إِلَى قَاطِعِ رَحِمٍ، وَلَا إِلَى مُسْبِلٍ، وَلَا إِلَى عَاقٍّ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا إِلَى مُدْمِنِ خَمْرٍ۔ (۸) اس رات اللہ مشرک (کافر)، کینہ پرور، قطعِ رحمی کرنے والے (رشتہ داری توڑنے والے)، تکبّر سے کپڑا لٹکانے والے، والدین کے باغی و نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔"

بخشش سے محروم لوگ

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ کچھ بدنصیب لوگ اپنی بداعمالیوں کے باعث، اس قدر عظیم اور عام رحمت والی رات میں بھی، اللہ واحد وقہّار کی نظرِ کرم اور بخشش ومغفرت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

پندرہویں شعبان کا روزہ

جہاں دیگر مہینوں اور مقدّس ایّام میں روزہ رکھنے کی فضیلت ہے، وہیں ماہِ شعبان کی پندرہ 15 رکو روزہ رکھنا بھی باعثِ اجر وثواب ہے، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

"إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا؛ فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: أَلَا مُسْتَغْفِرٌ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ! أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ! أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ! أَلَا كَذَا...، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔ (۹) جب پندرہ 15 رشعبان کی رات آئے، تو اس میں قیام یعنی عبادت کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کہ اس رات اللہ تعالیٰ سورج غروب ہوتے ہی، آسمانِ دنیا پر خاص تجلّی فرماکر ارشاد فرماتا ہے، کہ ہے کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا کہ اسے بخش دُوں! ہے کوئی روزی کا طلبگار کہ اسے روزی دُوں! ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسے عافیت عطا کردُوں! ہے کوئی ایسا...! ہے کوئی ایسا...! یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوجائے۔"

پانچ مبارک راتیں

حضرت سیّدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ اَبد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"خمسُ لیالٍ لا تُرَدُّ فیهنّ الدّعوۃ :(1) أوّلُ لیلۃٍ من رجب، (2) و لیلۃُ النّصف من شعبان، (3) و لیلۃ الجمعۃ، (4) و لیلۃُ الفِطر، (5) و لیلۃُ النّحر۔(۱۰) پانچ 5 راتیں ایسی ہیں، جن میں دعا رَدّ نہیں ہوتی :(1) رجب کی پہلی رات، (2) شعبان المعظم کی پندرہویں شب یعنی شبِ برأت، (3) شبِ جمعہ، (4) شبِ عید الفطر یعنی چاند رات، (5) اور شبِ نحر یعنی ذوالحجۃ الحرام کی دسویں شب۔"

حضرتِ سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی رَحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"مَن أَحیا اللّیالي الخمس، وَجبتْ لہُ الجنّۃ :(1) لَیلَۃَ التّرویَۃ، (2) وَلَیلَۃَ عَرَفَۃَ، (3) وَلَیلَۃَ النّحر، (4) وَلَیلَۃَ الفِطر، (5) وَلَیلَۃَ النّصف من شعبان۔(۱۱) جس نے ان پانچ 5 راتوں میں جاگ کر عبادت کی، اس کے لیے جنّت واجب ہو گئی : (1) شبِ تَرویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ، (2) شبِ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ، (3) قربانی کی رات، (4) شبِ عید الفطر، (5) اور شعبان کی پندرہویں شب۔"

بیداریٔ شبِ برأت

"علمائے شام کا بیداریٔ شبِ برأت میں ایک قول ہے، کہ مسجدوں میں اجتماعی طور پر بیداری مستحب ہے۔ یہ قول اکابر تابعین مثل حضرت خالد بن معدان اور لقمان بن عامر کا ہے، امامِ مجتہد اسحاق بن راہُویہ نے بھی اس بارے میں ان کی مُوافقت فرمائی ہے۔" (۱۲)

شب برأت اور آتش بازی

شبِ برأت، دوزخ کی آگ سے نَجات، چھٹکارے اور آزادی کی رات ہے، لیکن بدقسمتی سے آج بہت سے مسلمان اسلامی تعلیمات اور علمائے دین کی صحبتِ بابرکات سے دُوری کے باعث، بے راہ رَوی کا شکار ہو کر، اپنے ہی ہاتھوں اپنا مال فضول خرچ کر کے، آتش بازی کا سامان خریدتے اور آخرت کی تباہی و بربادی مول لیتے ہیں۔ یقیناً یہ کام حرام اور جُرم ہے؛ کہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے، قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْراً (26) اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْراً۔(۱۳) کسی طرح بے جا خرچ نہ کیا کرو! کیونکہ فضول خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت بڑا ناشکرا ہے۔"

شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ "یہ کام بُری بدعات میں سے ہے، جو ہندوستان کے کئی شہروں میں لوگوں نے رَواج دے رکھا ہے، جیسے (پندرہ شعبان کی رات) آگ سے کھیلنا اور تماشہ کرنے کے لیے جمع ہونا، گندھک (مثلاً بارود) جلانا وغیرہ" (۱۴)

اقوالِ علمائے کرام

علّامہ ابن الحاج مالکی فرماتے ہیں کہ "اس رات کے بڑے فضائل ہیں، یہ بڑی خیر والی رات ہے، ہمارے اَسلاف کرام اس کی بڑی تعظیم کیا کرتے اور اس رات کے آنے سے پہلے ہی اس کی تیاری کر لیتے تھے۔" (۱۵)

علّامہ ابن نُجیم مصری فرماتے ہیں کہ "شعبان کی پندرہویں رات کو بیدار رہ کر عبادت کرنا مستحب ہے۔" (۱۶)

شب برأت میں کرنے کے کام

آخر میں اس مبارک رات میں کرنے والے کیا کیا کام ہیں؟ ان کا ذکر کیا جاتا ہے؛ تا کہ اِفراط و تفریط سے بچتے ہوئے، اس

رات کے فضائل کو سمیٹا جا سکے:

(۱) نمازِ عشا اور نماز فجر با جماعت کا اہتمام۔ (۲) اس رات میں کثرتِ عبادت کی توفیق ہو یا نہ ہو، گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا، بالخصوص ان گناہوں سے جو اس رات کے فضائل سے محرومی کا باعث بنتے ہیں۔ (۳) اس رات میں توبہ و اِستغفار اور کثرت سے دُرود وسلام کا خاص اہتمام اور ہر قسم کی رُسومات اور فُضول کاموں سے اجتناب کرنا۔ (۴) اپنے اور پوری امّت کے لیے ہر قسم کی خیر کی دعا۔ (۵) بقدر استطاعت ذِکر و اوراد، نوافل اور تلاوتِ قرآن پاک کا اہتمام۔ (۶) اگر بآسانی ممکن ہو تو پندرہ 15 شعبان کا روزہ رکھنا۔

واضح رہے کہ مذکورہ تمام اعمال شب برأت کا لازمی حصہ نہیں، بلکہ ان کا ذکر محض اس لیے ہے کہ ان میں مشغولی کے سبب ہر قسم کے گناہوں سے بچ کر، اجر و ثواب کا ذخیرہ اکٹھا کیا جا سکے۔

اے اللہ! ہمیں پندرہ ۱۵ رشعبان المعظم میں بھی زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما، باہمی اتحاد و اتفاق اور محبت و اُلفت کو اور زیادہ فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت و اِطاعت کے ساتھ اپنی سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارا خاتمہ بالخیر فرما، یہود و ہنود اور تمام دشمنانِ اسلام کی بیہودہ رُسومات سے بچا، ملک و قوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں ایسا بندہ بنا جو تجھے اور تیرے حبیبِ کریم ﷺ کو پسند آجائے، اے اللہ! ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق اور خاتمہ بالخیر کی نعمتِ عظمیٰ عطا فرما، آمین یاربّ العالمین وصلّی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقِہ ونورِ عرشِہ، سیّدنا ونبیّنا وحبیبنا وقرّۃ أعیُننا محمّدٍ، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین وبارَک وسلَّم، والحمد للہ ربّ العالمین!

حوالہ جات: (۱) "المعجم الکبیر" باب اللام ألف، ما أسند أبو ثعلبۃ، ر593: ۲۲، /۲۲۴. (۲) "سنن ابن ماجہ" کتاب إقامۃ الصلاۃ والسنّۃ فیہا، ر1390 ص ۲۳۴ (۳) "سنن الترمذی" أبواب الصوم، ر۷۳۹: ص.۱۸۷ (۴) "شُعب الإیمان" 23- باب فی الصیام، ر835۳ :3، /406.۱ (۵) "مُسند الإمام أحمد" مسند عبد اللہ بن عمرو، ر665۳: 2، /589. (۶) "شعب الإیمان" 23- باب فی الصیام، ر827۳: 3، /403.۱ (۷) "شُعب الإیمان" 23- باب فی الصیام، ر836۳: 3، /406.۱ (۸) "شُعب الإیمان" 23- باب فی الصیام، ر837۳: 3، /407.۱ (۹) "سنن ابن ماجہ" کتابُ إقامۃ الصَّلاۃ والسنّۃ فیہا، ر1388: ص.234 (۱۰) "تاریخ دِمشق" تحت ر2603: 10، /408. (۱۱) "الترغیب والترہیب" کتاب العیدَین والأُضحِیۃ، ر۲: ۲، /98. (۱۲) "مَراقی الفلاح" کتاب الصّلاۃ، ص.154 (۱۳) پ15، الإسراء26 :، 27. (۱۴) "ماثبتَ من السنّۃ" شہر شعبان، المقالۃ3، ص.282 (۱۵) "المدخل" لیلۃ نصف شعبان، 1 /299. (۱۶) "البحر الرائق" کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2 /92، 93 بتصرّف۔

◆◆◆

ص ۲۴ رکا بقیہ..........

خوب ذوق سے دعا مانگیں، خوب شوق سے نماز پڑھیں، خوب استغفار کا مزاج بنائیں۔ آپ لوگوں کے بیچ رہ کے سکھ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ کو پتہ ہے؟ کئی کئی مہینے غارِ حرا میں رہنا بھی مدینے والے محبوب ﷺ کا طریقہ ہے، ہر سال اعتکاف بیٹھنا الگ سے، یہ بھی حضور ﷺ کا طریقہ ہے، مسجد نبوی کے اندر دروازہ کھلتا تھا نبی کریم ﷺ کا، پر گھر کے اندر نفل پڑھے نبی پاک ﷺ نے اور حضور ﷺ فرماتے ہیں، کچھ نفل نماز گھر میں بھی پڑھا کرو، گھر کو قبرستان نہ بناؤ! ہمارا گھر اللہ کے ذکر سے آباد ہوگا، اگر ہم نماز پڑھیں گے! میں جب سنت پڑھنے کے لیے گھر میں کھڑا ہوتا ہوں تو میرا جوڑ ھائی۔ تین سال کا بیٹا ہے، وہ بھی میرے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دیتا ہے، اسے پتہ کوئی نہیں نماز کیا ہوتی ہے! لیکن وہ بھی سجدہ نہ بھی کرنا آئے تو ساتھ لیٹ ضرور جاتا ہے۔ پتہ چلا بچے لیکچر دینے سے نماز نہیں پڑھتے، نماز شروع کر دیں تو بچے بھی شروع کر دیتے ہیں، ہم جب پریشان ہوتے ہیں تو لیکچر دیتے ہیں تو لیکچر تو باہر شائد چل جائے، گھر میں کیسے چلے گا؟ گھر میں تو عمل چلے گا، تو میرے عزیز! آج کے اس روحانی اجتماع میں ہمارے دوستوں نے جو محنت کی، ہم نے بار بار اپنی نیت سے پوچھا، خدا ہمیں معاف کرے اگر کوئی ذاتی شہرت ہے، کوئی ہمارے ذاتی مفادات ہیں، رب ہمیں ہدایت دے، آمین۔ ◆◆◆

از: مولانا محمد عامر حسین مصباحی*

شب برأت میں زیارتِ قبور اور اس کے آداب

اللہ رب العزت کے بے شمار فضل واحسان، بخشش وعطا اور کرم نوازیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے امتِ محمدیہ کو پانچ ایسی مخصوص راتیں عطا فرمائیں ہیں جن میں عبادتوں کا ثواب بہت بڑھ جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کا خصوصی کرم اور اس کی نظرِ عنایت ہوتی ہے۔ وہ مبارک راتیں درج ذیل ہیں: (۱) شبِ معراج (۲) شبِ برأت (۳) شبِ قدر (۴) شبِ عیدالفطر (۵) شبِ عیدالاضحیٰ ان راتوں میں سے شبِ برأت کو نزولِ رحمت وبرکت کی وجہ سے شبِ مبارک'' اور ''شبِ رحمت'' کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے، شبِ برأت کا معنیٰ چھٹکارے اور نجات کی رات ہے کیونکہ اس رات میں بے شمار بندگانِ خدا کو جہنم سے نجات کا پروانہ عطا ہوتا ہے۔

یہ مبارک رات ماہِ شعبان المعظم کی ۱۴رویں تاریخ کا دن ختم کرکے بعد مغرب شروع ہوتی ہے۔ اس مبارک رات میں اہلِ سنن عبادت وریاضت اور قرآن کی تلاوت کا خوب اہتمام کرتے ہیں، پوری شب مختلف عبادتوں میں گزاری جاتی ہے اور ساتھ ہی زیارتِ قبور کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے کہیں تنہا تنہا اور کہیں اجتماعی طور پر قبرستان جاکر اپنے پیش رو مسلمانوں کے لیے بخشش ودرجات کی بلندی کی دعائیں کرتے ہیں۔ یقیناً ان کا یہ فعل مستحب اور سنت رسول علیہ السلام سے ثابت ہے ام المومنین صدیقہ، عفیفہ، طیبہ، طاہرہ حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ اپنی باری کے روز میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا، ناگاہ دیکھا کہ وہ (مدینہ طیبہ کے قبرستان) بقیع میں موجود ہیں، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تمھیں اندیشہ ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہارے ساتھ عدل نہ کریں گے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ بات نہیں، مجھے گمان ہوا کہ آپ اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو سرکار نے ارشاد فرمایا:

''ان اللہ عزوجل ینزل لیلۃ النصف من شعبان الیٰ السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب۔ بے شک اللہ عزوجل شعبان کی پندرہویں رات میں آسمانِ دنیا کی طرف تجاء رحمت کا نزول فرماتا ہے تو قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بال سے بھی زیادہ بندوں کو بخش دیتا ہے۔'' (ابن ماجہ: ص۹۹)

مطلب یہ ہے کہ اے عائشہ! اگرچہ آج کی شب تیری باری کی ہے لیکن چونکہ اس مقدس رات کا ایک لمحہ خیرات وبرکات اور تجلیاتِ رحمانیہ کے نزول کا ہے، اس لیے میں نے چاہا کہ اپنی امت کے لیے بخشش کی دعا کروں، اس حدیثِ پاک سے خاص شبِ برأت میں زیارتِ قبور کا ثبوت ملتا ہے، اس لیے اس مبارک شب میں مسلمانوں کا زیارتِ قبور کرنا جائز ومستحسن بلکہ سنت رسول علیہ السلام ہے اور خاص اس شب کے علاوہ زیارتِ قبور کے متعلق کثیر احادیث ہیں جیسے (۱) اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انی کنت نهیتکم عن ثلاث عن زیارة القبور فزورها والتزدکم زیارتها خیرا۔ ترجمہ: میں نے تمھیں تین چیزوں سے منع کیا تھا، ان میں سے ایک قبر کی زیارت تھی لیکن اب قبروں کی زیارت کرو اور اس کی زیارت سے اپنی نیکیاں بڑھاؤ۔''

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''انی کنت نهیتکم عن زیارة القبور فمن شاء ان یزور قبرا فلیزره فانه یرق القلب و یدمع العین

ویذکر الاٰخرۃ ۔ترجمہ: بے شک میں نے تمھیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب جو قبر کی زیارت کرنا چاہے اسے اجازت ہے کہ وہ زیارت کرے کیونکہ یہ زیارت دل کو نرم کرتی ہے، آنکھوں سے (خشیت الٰہی) میں آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔''

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور، فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا و تذکر الاٰخرۃ۔ میں نے تمھیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ زیارتِ قبور کی اجازت سرکار علیہ السلام نے دی ہے اور اس کی ترغیب کے لیے اس کے فوائد بھی شمار فرمایا نیز اس کو مطلق رکھا کسی طرح کی کوئی قید نہیں کہ انفرادی طور پر جانا ہے اجتماعی طور پر نہیں یا کسی خاص دن میں جانے یا نہ جانے جیسی کوئی تفصیل نہیں ذکر فرمائی تو اب قبرستان جانا جائز ہوا اور قبروں کی زیارت مسنون ہوئی خواہ وہ قبر کسی عام انسان کی ہو یا اللہ کے کسی خاص بندے کی مثلاً انبیا و رسل یا اولیا یا علما کی۔ لہٰذا کسی کی جانب سے کسی طرح کی کوئی قید لگانا کہ خاص شب برأت یا شب قدر میں نہیں جانا ہے یا اجتماعی طور پر نہیں جانا ہے حدیث میں بے وجہ اپنی جانب سے تصرف کرنا ہے، ہاں! قبرستان جانے کے بعد قبروں کی زیارت کے آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

جہالت و نادانی و لاعلمی کی بنا پر کچھ لوگ مزارات یا قبروں کی زیارت میں کچھ ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جن سے گناہ سر مول لینے کے ساتھ ساتھ اپنے مخالفین کو مخالفت اور بھولی بھالی سنی عوام کو بہکانے کا موقع فراہم کرتے ہیں، مزارات پر جانے کا ارادہ کریں کہ تو پہلی غور کرنے والی بات یہ ہو کہ جس مزار یا قبر کی زیارت کو جانا ہے، اس کے بارے میں تحقیق ہو کہ وہ مزار کسی مقربِ بارگاہِ الٰہی کا ہے ورنہ آج کل فرضی مزارات کی بھی کمی نہیں، جھوٹا خواب بیان کر کے لوگ فرضی مزار بناتے اور اس پر بھیڑ لگواتے، بیش قیمتی چادروں کو مال کمانے کا ذریعہ بناتے اور نجانے کیا کیا خرافات کرتے کراتے ہیں، اللہ کی پناہ!

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل جیسا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ کتاب الجنائز، جلد ۷/ص ۲۵۲)

ذیل میں زیارت قبور کے آداب قلم بند کئے جاتے ہیں اللہ رب العزت عمل کی توفیق بخشے۔ قبرستان میں چلنا، قبروں پر پاؤں رکھنا یا ٹیک لگانا بعض جگہ قبرستان میں راستے بنے ہوئے نہیں ہوتے ہیں اور قبریں بھی بے ترتیب ہوتی ہیں ایسی صورت میں لوگ اپنے اقربا کی قبروں پر جاتے ہیں تو دوسروں کی قبروں پر چلتے ہوئے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ میت کی تدفین کے انتظار میں قبروں پر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں یہ سب گناہوں کا سبب ہے، فتاویٰ رضویہ میں درمختار کے حوالے سے مذکور ہے:

''قبرستان کے اندر ایسے راستے پر چلنا ممنوع ہے جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ نیا بنا لیا گیا ہے یہاں تک کہ جب اپنی میت کی قبر تک کسی دوسری قبر کو پامال کیے بغیر نہ پہنچ سکتا ہو تو وہاں تک جانا ترک کرے۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد ۹/ص ۵۲۶)

اور احکام شریعت میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''اور قبور اولیائے کرام و عباد اللہ الصالحین بلکہ عام مقابر مومنین ضرور مستحق ادب و تکریم ہیں، ولہٰذا ان پر بیٹھنا ممنوع، چلنا ممنوع، پاؤں رکھنا ممنوع یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع، امام احمد و حاکم و طبرانی، مسند مستدرک کبیر میں عمارہ بن حرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن راوی: رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا علیٰ قبر فقال یا صاحب القبر انزل من القبر لاتؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک۔ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، فرمایا او قبر والے! قبر پر سے اتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔'' (احکام شریعت، ص ۸۵)

اسی کتاب میں آپ علیہ الرحمہ نے ایک اور روایت نقل فرمائی ہے:

"لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الیّ من ان امشی علی قبر مسلم۔
ترجمہ: میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔" (احکام شریعت، ص ۸۵)

زیارتِ قبور، سجدہ، بوسہ وطواف فتاویٰ رضویہ شریف سے پہلے مزارات پر حاضری کا مکمل طریقہ ملاحظہ فرمائیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے بزرگوں کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھنے کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا:

"مزارِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز باادب عرض کرے السلام علیک یا سیدی ورحمۃ اللہ و برکاتہ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا، پھر جو اپنا مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ قرار دے، پھر اس طرح سلام واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام، واللہ تعالیٰ اعلم۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص، ۵۲۴)

تعلیماتِ امام احمد رضا قدس سرہٗ پر عمل کرنے والوں کے لیے چند باتیں معلوم ہوئی۔ (۱) پائنتی کی طرف سے جائے۔ (۲) کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو۔ (۳) متوسط آواز اور با ادب سلام عرض کرے۔ (۴) حسبِ توفیق جو میسر ہو پڑھے۔ (۵) صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ قرار دے۔ (۶) مزار کو ہاتھ نہ لگائے۔ (۷) بوسہ نہ دے۔ (۸) طواف بالاتفاق ناجائز ہے۔ (۹) اور سجدہ حرام ہے۔ مزارات کے طواف اور بوسہ دینے کے متعلق سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانۂ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ دینا نہ چاہیے، علما اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۹)

مذکورہ باتیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تعلیمات سے ہیں لہٰذا جواز و عدم جواز سے قطع نظر تعلیماتِ اعلیٰ حضرت پر عمل بہتر ہے۔ ان پر عمل کی صورت میں بہت سی خرافات خود بخود ہی ختم ہو جائیں گی۔ ضرورت سے زیادہ چادر ڈالنا اکثر لوگ مزار پر بغیر چادر کے جانا ہی گوارا نہیں کرتے اور اولیاء اللہ کے عرس کے موقع سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ اتنی چادریں ڈالتے ہیں کہ اصلِ قبر کے علاوہ قبر کی اونچائی دوگنی تین دوگنی معلوم ہوتی ہے۔ امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا "جب چادر موجود ہو اور وہ ابھی پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو، تو بے کار چادر چڑھانا فضول ہے، بلکہ جو دام (مال) اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روحِ مبارک کو ایصالِ ثواب کے لیے کسی محتاج کو دے دیں" (احکام شریعت ص ۸۹: مطبوعہ، شبیر برادرز)

سجدہ کرنا سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) سجدۂ عبادت (۲) سجدۂ تعظیمی مزار پر سجدہ اگر پہلی صورت کا ہے یعنی سجدۂ عبادت صاحبِ مزار کو خدا سمجھ کر اس کے لیے سجدہ کیا تو یقیناً شرک ہوا اور اگر خدا تو نہیں سمجھا مگر قابلِ تعظیم مان کر سجدہ کیا تو یہ سخت حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اس تعلق سے ارشاد فرمایا "غیر خدا کو سجدۂ عبادت شرک ہے، سجدۂ تعظیمی شرک نہیں مگر حرام ہے، گناہِ کبیرہ ہے، متواتر حدیثیں اور متواتر نصوصِ فقہیہ سے اس کی حرمت ثابت ہے، ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحریم پر چالیس ۴۰ حدیثیں روایات کیں اور نصوصِ فقہیہ کی گنتی نہیں، "فتاویٰ عزیزیہ" میں ہے کہ اس کی حرمت پر اجماعِ امت ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ ص ۴۹۱)

بعض لوگ مزار پر جا کر کچھ اس طریقے سے جھکتے ہیں گویا سجدے میں چلے گئے ہوں اور اس حرکت سے دیوبندی حضرات کچھ زیادہ ہی واویلا مچاتے ہیں اور بے سوچے سمجھے کفر وشرک کا فتویٰ لگاتے ہیں حالانکہ ادنیٰ عقل وخرد رکھنے والا مسلمان بھی جانتا ہے کہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی سجدہ کے لائق نہیں تو کوئی کسی صاحبِ مزار کو خدا سمجھ کر سجدہ نہیں کرتا لہٰذا اگر کوئی سجدہ کرتا ہوا مل بھی جائے تو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کس نیت سے سجدہ کر رہا تھا کیا صاحبِ مزار کو خدا مان کر سجدہ کر رہا تھا یا قابلِ تعظیم سمجھ کر؟ اگر کہے کہ میں صاحبِ مزار کو خدا مان کر سجدہ کر رہا تھا تو یقیناً اس نے شرک کیا لیکن یہ کسی مسلمان کے متعلق بعید بات ہے اور اگر وہ صاحبِ مزار کو قابلِ تعظیم وتوقیر سمجھ کر سجدہ کر رہا تھا تو اس کو بتایا سمجھایا جائے کہ یہ بھی حرام وگناہِ کبیرہ ہے۔

موم بتیاں، چراغ یا اگربتی وغیرہ جلانا قبروں پر موم بتی، اگربتی، چراغ وغیرہ جلانا تضیع مال اور اسراف ہے کہ اس سے صاحبِ قبر کو کوئی فائدہ نہیں کہ جو اللہ کا نیک بندہ ہے، اس کی قبر میں حدیث کے مطابق جنت کی ہوا، جنت کی خوشبو اور جنت کا بستر موجود ہوتا ہے اور جہاں یہ ساری جنتی سہولتیں حاصل ہوں وہاں دنیاوی خوشبو اور دنیاوی چراغ ولائٹ کی کیا ضرورت؟ اور اگر صاحبِ قبر گناہ گار ہے تو ان چیزوں سے اس کو کیا فائدہ پہنچنے والا ہے؟ ہاں! اگر اللہ کے کسی نیک بندے کی قبر ہو اور وہاں لوگوں کا بغرضِ ایصالِ ثواب وفاتحہ خوانی آنا جانا رہتا ہو تو جلانے میں حرج نہیں کہ یہاں صاحبِ قبر کے لیے انتظام نہیں بلکہ لوگوں کی تکلیف کا خیال کرتے ہوئے ہے لہٰذا کوئی حرج نہیں، فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''جس طرح یہاں جہال میں رواج ہے کہ مردہ کو جہاں کچھ زمین کھود کر نہلاتے ہیں، جسے عوام لحد کہتے ہیں وہاں چالیس ۴۰/رات چراغ جلاتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ چالیس ۴۰/شب روح پر آتی ہے اندھیرا دیکھ کر پلٹ جاتی ہے، یونہی اگر وہاں جُہال میں رواج ہو کہ موت سے چند رات تک گھروں سے شمعیں جلا کر قبروں کے سرہانے رکھ آتے ہوں اور یہ خیال کرتے ہوں کہ نئے گھر میں بے روشنی کے گھبرائے گا، تو اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہ ہے؟ اور اس کا پتا یہاں بھی قبروں کے سرہانے چراغ کے لیے طاق بنانے سے چلتا ہے اور بے شک اس خیال سے جلانا، فقط اسراف وتضیع مال ہی نہیں کہ محض بدعت عمل ہو بلکہ بدعت عقیدہ ہوئی کہ قبر کے اندر ان چراغوں سے روشنی واموات کا اس سے دل بہلنا سمجھا۔'' (فتاویٰ رضویہ، کتاب الجنائز)

عورتوں کا زیارتِ قبور کے لیے جانا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اس کے متعلق فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

''یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے، اللہ کی طرف سے؟ اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے؟ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے، لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک وہ واپس ہوتی ہے ملائکہ لعنت کرتے ہیں۔''

جب عورتوں کا مزارات پر جانا اس قدر سخت حکم رکھتا ہے تو پھر بزرگوں کے اعراس کے موقع سے جو میلا ٹھیلا اور مینا بازار لگایا جاتا ہے جہاں آوارہ اور اوباش قسم کے نوجوان کے جانے کا مقصد ہی غیر محرم عورتوں سے تعلقات استوار کرنا اور حرام کاری کرنا ہوتا ہے ان کا آپس میں ایک جگہ اکٹھا ہو کر خریداری کرنا کس قدر لعنت وملامت کا حقدار ہوگا۔ خانقاہوں کے سجادگان اور ذمہ داران پر لازم ہے کہ اس طرح کے میلے ٹھیلوں سے ضرور بزرگوں کے اعراس کو پاک رکھا جائے تا کہ زائرین کو کسی طرح کی دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ بزرگوں کے فیضان سے مالا مال ہوں، اللہ سمجھ عطا کرے، آمین۔

◆◆◆

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

(از: مفتی محمد صابر القادری فیضی *

فضائل و برکات شب برأت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے ارشاد گرامی ہے:

"حٰم والکتاب المبین انّا انزلنٰه فی لیلة مبارکة۔ قسم ہے روشن کتاب کی جسے ہم نے برکت والی رات میں اتارا ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "حٰم" یعنی روزقیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما چکا ہے "والکتاب المبین۔ قسم ہے کتاب مبین کی یعنی قرآن مجید کی۔" انا انزلنٰه فی لیلة مبارکة" ہم نے یہ قرآن یعنی کتاب مبین برکت والی رات میں اتارا، یعنی نصف شعبان کی رات میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لیلة مبارکة سے شب قدر مراد ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کو بھی مبارک فرمایا ہے: ھٰذا ذکر مبارك انزلنٰه۔ یہ قرآن مبارک ذکر ہے جس کو ہم نے نازل کیا، قرآن کی برکتیں طرح طرح کی ہیں، مثلاً جس نے اس کو پڑھا اور اس کو مانا اس نے نار جہنم سے نجات پائی یہ برکت اس سے بڑھ کر اس کے اب وجد اولاد تک پہنچتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پاک کی تلاوت اوراق دیکھ کر کی، اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کر دیتا ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح پانی کو بھی برکت والی چیزوں میں فرمایا:

"وانزلنا من السمآء مآءً مبارکاً۔ ہم نے اوپر سے برکت والا پانی نازل کیا۔"

یہ پانی ہی کی برکت ہے چیزیں اس سے زندہ ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"وجعلنا من المآء کل شئ حیٍّ افلایؤمنون۔ ہم نے سب چیزوں کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر بھی تم ایمان نہیں لاتے۔"

کہا گیا ہے کہ پانی میں دس خوبیاں ہیں: (۱) رقت پتلا پانی (۲) نرمی (۳) طاقت (۴) پاکیزگی (۵) صفائی (۶) حرکت (۷) تری (۸) خنکی (۹) تواضع (۱۰) زندگی۔

یہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ نے دانشمند مؤمن کو بھی عطا فرمائی ہیں، دل میں نرمی بھی ہے اور رقت بھی، طاعت وبندگی کی طاقت بھی ہے اور لطافت نفسی بھی، عمل کی صفائی بھی ہے اور بھلائی کی طرف حرکت بھی ہے، آنکھوں میں تری، گناہوں سے افسردگی، مخلوق سے تواضع بھی ہے اور حق بات سننے سے زندگی بھی۔ [غنیة الطالبین]

پانی کی طرح اللہ تعالیٰ نے زیتون کو بھی مبارک فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

"شجرة مبارکة زیتونةٍ۔ برکت والے زیتون کے درخت سے۔"

یہی وہ پہلا درخت ہے جس کا پھل حضرت آدم علیہ السلام نے اتارے جانے کے بعد سب سے پہلے کھایا۔ اس میں غذا بھی ہے اور روشنی بخشنے والا تیل بھی، اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

"وصبغ الاٰکلین۔ یہ درخت کھانے کا کام دیتا ہے۔"

یعنی کھانے والوں کے لئے سالن ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "شجرۂ مبارکہ" سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن کریم ہے یا مومن کا وہ

اسلامیات

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے پرنسپل ہیں۔

نفس مطمئنہ ہے جو نیکی کا حکم کرنے والا ہے اور ممنوعات سے بچنے والا اور قضا و قدر کو قبول کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھا اور حکم فرمایا وہ اس کی موافقت کرنے والا ہے۔

مجھے برکت والا بنایا گیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اللہ تعالیٰ نے مبارک نام رکھا، حضرت عیسیٰ کا قول نقل فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وجعلنی مبارك اینما کنت۔ اور مجھے برکت والا بنایا گیا جہاں کہیں بھی میں ہوں۔"

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی برکت بھی کہ حضرت کی والدہ مریم علیہا السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کھجور کے خشک درخت میں پھل پیدا کر دیئے تھے اور نیچے چشمہ رواں فرما دیا تھا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

"فنادٰها من تحتها الّا تحزنی قد جعل ربّك سریّا وهزّی الیك بجزع النخلة تساقط علیك رطبا جنیا فكلی واشربی وقرّی عیناه۔ ترجمہ: درخت کے نیچے سے مریم کو ہم نے پکارا کہ غمگین نہ ہو، ترے رب نے تیرے نیچے چشمہ جاری کر دیا ہے اور کھجور کے درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر پکے پھل گریں گے، بس کھا پی اور بچہ کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر۔"

مادر زاد نابینا اور کوڑھیوں کو تندرست کر دینا، دعا سے مردوں کو زندہ کر دینا اور دوسرے معجزات بھی عیسیٰ علیہ السلام کی برکتوں میں سے ہیں۔ (ایضاً)

کعبہ شریف کو بھی مبارک فرمایا گیا ہے

"انّ اوّل بیتٍ وضع للناس للّذی ببکّةٍ مبارکاه۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم کیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے برکتوں والا ہے۔"

یہ کعبہ ہی برکت ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہوا اس میں گناہوں کا کتنا ہی بوجھ کیوں نہ ہو جب وہ اس گھر سے باہر آتا ہے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو مومن گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے کعبہ میں داخل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو عذاب سے مامون و محفوظ کر دیتا ہے، اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس کو بخش دیا جاتا ہے۔ بعض علمائے کرام نے مذکوہ آیت میں مامون ہونے سے مراد یہ لی ہے کہ حرم کے اندر کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جا سکتی تاوقتیکہ وہ باہر نکل کر نہ آ جائے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حرمت کعبہ کا لحاظ و پاس کرتے ہوئے حرم کے جانوروں کا شکار کرنا، وہاں کے درخت کاٹنا حرام قرار دیا گیا ہے، یہ خانۂ کعبہ کی حرمت کی وجہ سے اور مسجد حرام کی حرمت خانۂ کعبہ کی حرمت کے باعث ہے، مکہ مکرمہ کی حرمت مسجد حرام کی حرمت کے باعث ہے، حرم کی حرمت مکہ مکرمہ کی بنا پر ہے جیسا کہ منقول ہے کہ کعبہ مسجد حرام والوں کا قبلہ ہے اور مسجد حرام اہل مکہ کا قبلہ ہے، مکہ مکرمہ اہل حرم کا قبلہ ہے اور حرم تمام اہل زمین کا قبلہ ہے، اس کا نام مکہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہاں مختلف الرائے فرقوں کا ہجوم اور اژدہام ہوتا ہے اور آدمی اس ہجوم میں ایک دوسرے پر روندے جاتے ہیں بکہ اور مکہ ایک ہی لفظ ہے۔

حضرات! اسی طرح شب برأت بھی برکت والی چیزوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی مبارک فرمایا ہے کیوں کہ اہل زمین کے لئے اس رات میں رحمت، برکت، خیر، گناہوں سے معافی اور نزول مغفرت ہے۔ اس کی ثبوت میں دوسری روایات کے منجملہ ایک روایت وہ بھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذکانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا یومها فان الله تعالیٰ ینزل فیها الغروب الشمس الی السماءِ الدنیا ویقول الله الا من مستغفر فأغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من تبتل فانما فیه الا من کذا الا من کذا حتی یطلع الفجره۔ ترجمہ: جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو یعنی

نماز پڑھو اور دن کو روزہ رکھو کیوں کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمانِ دنیا پر ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے اسے عطا کردوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ اسے چھوڑ دوں، کیا کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے میں اس کی حاجت پوری کردوں حتیٰ کہ صبح ہوجاتی ہے۔" [ابن ماجہ]

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پندرہویں شعبان کی رات بڑی ہی رحمت و برکت والی ہے، اس رات گنہگاروں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا سے ارشاد فرماتا ہے:۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہبرِ منزل ہی نہیں

جو لوگ ایسی مبارک راتوں کو یادِ الٰہی میں گذارتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اولٓئك وعليهم صلوات من ربهم ورحمة۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہے۔"

ترمذی شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں :

"فقدت رسول الله ﷺ ليلة فاذا هو بالبقيع فقال اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت يا رسول الله انی ظننت انک اتيت بعض نسائک فقال ان الله تعالیٰ ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم بني كلب۔ ترجمہ: میں نے ایک رات حضور علیہ السلام کو نہ دیکھا، پھر وہ قبرستان مدینہ میں مجھے ملے، آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازدواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں، تب آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، پس قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کو بخشتا ہے۔" [ترمذی]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات کو قبروں پر جانا حضور علیہ السلام کی سنت ہے، حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ قریب ترین آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور شرک، دل میں کینہ رکھنے والے اور رشتہ داروں کو منقطع کرنے والے اور بدکار عورت کے سوا تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات آنے سے پہلے جملہ حقوق عبادات سے حتی الوسع فراغت حاصل کی جائے۔

شب برأت کی وجہ تسمیہ

شب برأت کو شب برأت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس رات میں دو بیزاریاں ہیں، بدبخت لوگ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوتے ہیں اور دور ہوجاتے ہیں اور اولیاء اللہ ذلت اور گمراہی سے دور ہوجاتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر فرماتا ہے یعنی متوجہ ہوتا ہے، مومنوں کو تو بخشش دیتا ہے اور کافروں کو اور ڈھیل دیتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو اس وقت تک چھوڑے رہتا ہے جب تک وہ کینہ پروری سے باز نہ آجائیں۔

روایت ہے کہ فرشتوں کے لئے آسمان میں دو راتیں عید کی ہیں جس طرح زمین پر مسلمانوں کے لئے عید کے دو دن ہیں عبد الفطر اور عید الاضحیٰ، فرشتوں کی عید کی راتیں ہیں شب برأت اور شب قدر۔ فرشتوں کی عیدیں رات میں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ وہ سوتے نہیں ہیں مسلمانوں کی عیدیں دن میں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ وہ سوتے ہیں، بعض علما نے فرمایا کہ اس میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ شب برأت کو تو ظاہر فرمایا اور شب قدر کو پوشیدہ رکھا۔ شب قدر رحمت و بخشش اور جہنم سے آزادی کی رات ہے،

اسے اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ اس لئے رکھا کہ لوگ اسی پر تکیہ نہ کرلیں اور اعمال صالحہ سے غافل ہو جائیں۔

شب برأت کو اس لئے ظاہر کر دیا کہ یہ رات حکم وفیصلہ کی رات ہے اور خوشی والم کی رات ہے، ردو قبول کی رات ہے، رسائی اور نارسائی کی بات ہے، یعنی وصل اور اعراض کی رات ہے، خوش نصیبی اور بدبختی کی رات ہے، حصول شرف اور اندیشہ عذاب کی رات ہے، کسی کو اس میں سعادت نصیب ہوتی ہے اور کسی کو شقاوت، کسی کو جزا دی جاتی ہے تو کسی کو رسوا کیا جاتا ہے۔

بہت سے کفن دھوئے ہوئے تیار رکھے ہوتے ہیں لیکن کفن پہننے والے بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔(اپنی لا علمی اور غفلت کی بدولت) بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی قبریں کھدی ہوئی تیار ہیں اور قبروں والے خوشی میں مگن غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، بہت سے چہرے ہنستے ہوئے ہوتے ہیں حالانکہ ان کی ہلاکت کا وقت بہت قریب ہوتا ہے، بہت سے مکانوں کی تعمیر قریب تکمیل ہوتی ہے لیکن صاحب مکان کی موت قریب لگی ہوتی ہے، بہت سے بندے ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں لیکن ناکامی اٹھانا پڑتی ہے، بہت سے لوگ جنت کا یقین رکھے ہوئے ہوتے ہیں لیکن دوزخ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بہت سے لوگ عطا کے امیدوار ہوتے ہیں اور مصیبت کا سامنا کرتا پڑتا ہے، بہت سے بندوں کو وصل کا یقین ہوتا ہے، لیکن فراق کا منہ دیکھنا پڑتا ہے، بہت سے لوگ حکومت کی امید لگائے ہوئے ہوتے ہیں اور انہیں ہلاکت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔[غنیۃ الطالبین]

مذکورہ روایات سے ثابت اور معلوم ہوا کہ شب برأت کی بڑی اہمیت ہے، اسی رات میں ہر خوش عقیدہ مسلمان کو اپنے اعمال پر غور وفکر کر کے جہاں حقوق العباد سے سبکدوشی حاصل کرنا ضروری ہے، وہیں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار ضروری ہے، نیز اپنی زندگی کے معمولات پر توجہ سے محاسبہ کر کے آئندہ کے لئے برائیوں سے بچنے کا عزم مصمم کیا جائے۔

شب برأت میں نماز

شب برأت میں جو نماز اسلاف سے منقول اور وارد ہیں اس میں سو رکعتیں ہیں: ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص کے ساتھ یعنی ہر رکعت میں دس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھی جائے، اس نماز کا نام صلوٰۃ الخیر ہے، اس کے پڑھنے سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں ،اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مجھ سے سرور کائنات ﷺ کے تیس صحابہ نے بیان کیا کہ اس رات کو جو شخص یہ نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار دیکھتا ہے اور ہر بار کے دیکھنے میں ستر حاجتیں اس کی پوری کرتا ہے جن میں سب سے ادنیٰ حاجت اس کے گناہوں کی مغفرت ہے، مستحب ہے کہ اس نماز یعنی صلوٰۃ الخیر کو ان چودہ میں بھی پڑھے، جن میں عبادت کرنا اور شب بیداری کرنا مستحب ہے ،ان راتوں کا ذکر میری کتاب ماہ رجب کے فضائل میں موجود ہے، اس میں مطالعہ کریں تا کہ نماز پڑھ کر عزت وفضیلت اور ثواب حاصل کریں۔ [غنیۃ الطالبین]

ہمیں لازم ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

◆◆◆

ص ۳۲ رکا بقیہ...

زیادہ لمبا نہیں چلا سکتے، اس لیے سماجی حکمران ہوں یا مذہبی حکمران، دونوں ہی طبقات کو چاہیے کہ عوام پر اتنا ظلم اور استحصال نہ کریں کہ لوگ عاجز آ کر غیروں کے ساتھی بن جائیں۔ دوسری جانب عوام کو بھی ضبط وتحمل سے کام لینے کی ضرورت ہے تا کہ بعد میں کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ تاریخ محض پڑھنے کا نہیں سیکھنے کا نام ہے کاش ہمارے قائدین اور عوام بھی کچھ سیکھ پائیں۔

یہ جبر بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظروں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

قارئین! اگر آپ میں سے کسی کو رسالہ نہیں مل پارہا ہے تو 8755096981 پر ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

دعا اور عبادت کی لذت

از: پیر محمد اجمل رضا قادری*

اسلامیات

انسان کھائے پیے، سوئے جاگے تو اس کے جسم کی ضروریات پوری ہوتی ہیں لیکن جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، دعا مانگتا ہے، استغفار پڑھتا ہے، درود وسلام کے گجرے پیش کرتا ہے تو پھر اس کی روحانی ضروریات پوری ہوتی ہے۔ آج جس زمانے میں ہم وقت گزار رہے ہیں، لوگوں کی جسمانی ضروریات پوری کرنے کے لیے، غزائی ضروریات پوری کرنے کے لیے بہت سارے بندوبست کیے جا رہے ہیں، لیکن جتنا لوگ اپنی ظاہری ضروریات میں خود کفیل ہوتے جا رہے ہیں، اتنا ہی زیادہ وہ روحانی طور پر کمزور ہوتے جا رہے ہیں، گھنٹوں بیٹھ کر گپ شپ کرنے والے لوگوں کے لیے تھوڑی دیر بھی ذکرِ الٰہی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لمبی چوڑی باتیں کرنے والے، لمبے چوڑے دلائل دینے والے لوگ اور سمجھدار لوگ اور سیانے لوگ عبادت کے معاملے میں سستی کرتے ہیں، عمل کے مسئلے میں کمزور ہو جاتے ہیں۔

تسبیحات کرنا، وضائف پڑھنا، کم بولنا، سچی بات کرنا، صبر سے رہنا، شکر کو اپنانا، قناعت اختیار کرنا، حسد، بغض، عداوت سے بچنا، یہ لوگوں کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا نقصان یہ ہے کہ معاشرہ ایک عجیب سی بے سکونی اور بے قراری کا شکار ہے۔ جیب میں بہت زیادہ پیسے رکھنے والا، خوش شکل نظر آنے والا، پیٹ بھر کے روٹی کھانے والا شخص بھی ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ آخر میں پریشان ہوں کیوں۔

آپ انسانیت کی تاریخ پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ انسان نے کبھی پتھر کی پوجا کی، کبھی معاذ اللہ! چاند سورج کی، درختوں کی، بتوں کی پوجا کی، معاذ اللہ! یہ غلط ڈائریکشن پہ تو چڑھ گیا لیکن ایسا نہیں ہے کہ کوئی بندہ دنیا میں آیا ہو اور کسی کی اس نے عبادت نہ کی ہو، اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس طرح ہمارے جسم میں کھانے کی طلب رکھی ہے، پینے کی طلب رکھی ہے، سونے کی طلب رکھی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لیے طلب رکھی ہے جسم میں، تو ہوا کہ انسان گمراہ ہو گیا، غلط رستوں پہ چل نکلا، اس نے جھوٹے معبودوں کی طرف معاذ اللہ! توجہ کرلی لیکن وہ کسی نہ کسی کے سامنے جھکتا رہا کیونکہ اس کے وجود میں طلب تھی، شوق تھا اسے کہ وہ عبادت کرے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جب مسلمان کو توفیق دے اور اللہ کی بارگاہ کی جانب وہ رجوع کرے تو پھر اس کا رویہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کی توجہ ہو اللہ کی جانب۔ ہمارے یہاں تسبیحات پڑھ لی جاتی ہیں اگر کبھی موقعہ ملے لیکن وہ خاص انہاک، وہ خاص شوق، وہ خاص ذوق اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کا! ایک ہوتا ہے نماز پڑھنا، ایک ہوتا ہے اہتمام کے ساتھ نماز پڑھنا یعنی ذرا وقت پہ اٹھنا، ذرا صحیح کر کے وضو کرنا، ذرا شوق سے مصلیٰ بچھانا۔ ایک ہوتا ہے تسبیح پڑھ لینا اور ایک ہوتا ہے ذرا تھوڑا سا شوق کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا۔ آپ کبھی جو میں نے آیۂ کریمہ پڑھی، اس کی آپ شانِ نزول دیکھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ اللہ کی محبت کے شوق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، انہوں نے آکے عرض پتہ ہے کیا کیا؟ عرض کرنے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سالوں بیت گئے ہیں سجدے کرتے ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سالوں بیت گئے ہیں تسبیح پڑھتے ہوئے، سالوں بیت گئے کہتے ہوئے کہ سبحان اللہ! وہ پاک ہے، ہمیں سالوں بیت گئے یہ کہتے ہوئے کہ اللہ اکبر! وہ ہی سب سے بڑا ہے۔

سالوں بیت گئے کہتے ہوئے کہ الحمدللہ! ساری تعریفیں اللہ کے لیے، سالوں بیت گئے اس کی تسبیح کرتے، تحلیل کرتے، تکبیر

کہتے، حضور ﷺ! اب ہمارا اپنے رب سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
لاکھوں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

اور اقبال کہنے لگے کہ ؎

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
میرا ذرا سا تو دل ہے مگر شوخ اتنا
میں وہ ہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

میرا بھی دل کرتا ہے کہ اللہ میں تجھے کہوں میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں جس طرح حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام نے کہا تھا اور تو مجھے کہے کہ لن ترانی، تو نہیں دیکھ سکتا۔ ؎

ذرا سا تو دل ہے مگر شوخ اتنا
میں بھی وہ ہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

پھر کہنے لگے ؎

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

دیکھو سب لوگوں کے بیچ ہی میں نے یہ کہہ دیا، کتنے سارے لوگ ہیں آپ۔ کتنی ماشاء اللہ! بڑی تعداد میں آپ آئے ہیں۔

ہم بھی کبھی اس شوق میں گئے ہیں کہ ہمارا ہمارے رب کو دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ ہمارا جی چاہے وہ کبھی ہمیں ملے، ہم کبھی اس کی زیارت کریں، اس کی بارگاہِ کرم میں ہم حاضر ہوں! صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا رب کہاں ہے؟ ہمارا اپنے رب کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ جب صحابہ نے یہ عرض کیا تو اللہ نے قرآن مجید نازل کیا، فرمایا:

''وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ-اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ-(سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۸۶) محبوب! جب میرے بندے آپ کی بارگاہ میں آ کے میرے بارے میں پوچھیں، تو ان سے کہہ دینا میں ان کے قریب ہی ہوں۔''

دلیل کیا ہے؟

''اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ-(سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۸۶) یہ جب بھی مجھ سے دعا مانگیں گے، میں ان کی دعاؤں کو قبول فرماؤں گا، میں ان کے قریب ہوں، میں ان کے قریب ہوں۔ یہ جب بھی دعا مانگیں گے میں قبول کروں گا، میں ان کے قریب ہوں۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اللہ سے محبت کرتے، رب کی بارگاہ میں جھکتے، اس کو اپنے دکھ سناتے۔ اس کے پیارے محبوب ﷺ کا وسیلہ لے کے اس کے حضور حاضر ہو جاتے، پیشانیاں سجدوں سے روشن ہوتیں۔

ہم ہر چیز کے لیے وقت نکالتے ہیں، ہر چیز کے لیے، لیکن عبادت کے لیے وقت نہیں نکالتے ہیں، ہر شے آباد ہے، ہر شے! ہماری فیس بک بھی آباد ہے، واٹس ایپ بھی آباد ہے، ہمارے ٹویٹر بھی آباد ہیں، ہماری ہر چیز آباد ہے! سب سے کم آباد ہمارا مصلیٰ رہ گیا ہے، سب سے کم! وہ لوگ اب ڈھونڈنے سے ملتے ہیں جن کی بغل میں مصلیٰ ہوتا تھا، میرے بھائی! آپ کتنا دنیا کے پیچھے بھاگو گے، تھکا دے گی! کتنا دولت کے پیچھے بھاگو گے، تھکا دے گی، آپ جب اپنی زندگی میں جمع تفریق کرو گے تو مرتے وقت احساس ہوگا کہ سارا کچھ تو لوگوں کے لیے کیا، اپنے لیے تو کر ہی کچھ نہ سکے اور ہم عبادت کے معاملے میں بہانے بازی بھی کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں، اوہو! رزق کمانا بھی تو عبادت ہی ہے! میں حلال روزی کے لیے جا رہا ہوں، یہ بھی تو عبادت ہے! میری طرح کے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میں سویرے اٹھ کے مدرسے میں کچھ اسباق دیکھتا ہوں تو یہ بھی تو عبادت ہے، میں بیان کرنے کے لیے مطالعہ کرتا ہوں تو یہ بھی تو عبادت ہے! اتنے اتنے لمبے سفر کر کے ملک میں، دنیا میں گھومتا ہوں تو یہ بھی تو میں عبادت ہی کر رہا ہوں! اب سپیشل نفلوں کے لیے وقت کس طرح نکلے؟ سپیشل کر کے تسبیح میں کیسے چلاؤں؟ ہم بہانے بنا لیتے ہیں نا؟ میرا سوال یہ ہے کہ یہ ساری باتیں صحابہ کو، نبی کریم ﷺ کو، دیگر لوگوں کو بھی تو پتہ تھیں نا؟

لیکن آپ غور تو کریں! ۲۳/ سال حضور ﷺ کو وقت ملا، مختصر وقت ظاہراً، تبلیغ کرنے کے لیے۔ پوری دنیا میں دین بھی

پھیلانا ہے، گھر میں گیارہ ازواج ہیں، چار بیٹیاں ہیں، ان کی اولادیں۔ سارے کام کاج بھی دیکھنے ہیں لیکن، سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، سارا دن تبلیغ کرتے، ہر غلام کے دکھ سنتے، گھر میں آتے تو اپنے گھر والوں کا خیال کرتے، کام میں ہمارا ہاتھ بٹاتے، قربان جاؤں! کہتی ہیں، زمانہ سارا سو جاتا لیکن آمنہ کے لال مصلیٰ بچھا لیتے، دنیا سو گئی ساری، سب سو گئے، جو خدام تھے، وہ جو غلام تھے وہ سو گئے۔ صحیح مسلم میں لفظ ملیں گے، سیدہ پاک فرماتی ہیں، او! میرے نبی ﷺ کے غلامو! میں نے یہ رنگ بھی دیکھا ہے کہ حضور ﷺ اتنا کھڑے رہے، اتنا قیام کیا! اتنا قیام کیا! کہ مقدس پیروں میں ورم آگئے، سوج گئے پیر! دل پہ ہاتھ رکھ کے نہیں بتا سکتا کہ میرے کبھی نماز میں پیر سوج، کوئی نہیں بتا سکتا، بچوں کی روٹی کماتے تھک گئے، بات الگ ہے، ہم سیر کرنے گئے تو تھک گئے بات الگ ہے لیکن عبادت میں! یہ بھی تو مسلم شریف ہے نا! یہ بھی تو دین ہے نا! یہ بھی تو حضور ﷺ کی سنت ہے! یہ بھی تو وہ چیز ہے جو کریم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سیدہ فرماتی ہیں، پیروں میں ورم آگئے، ساری رات ہی حضور ﷺ نے نماز پڑھی اور ایک ہی آیت بار بار دہرائی، مسجد نبوی میں بلالِ حبشی نے فجر کی اذان دے دی اور حضور ﷺ ابھی مصلے پہ تھے، کریم ﷺ فارغ ہوئے، میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! آپ کے تو صدقے اللہ اگلے پچھلوں کے گناہ معاف کرے گا تو آپ اتنی آہ وزاری کیوں فرماتے ہیں؟ آپ تو شفیع ہیں، آپ تو انبیا کے امام ہیں! تو حضور ﷺ نے فرمایا، عائشہ! تم نے گنوایا ہے میرے اللہ کی مجھ پر کتنی رحمتیں ہیں "أفلا أكون عبدا شكورا" فرمایا، اگر اس نے اتنی نعمتیں دی ہیں تو کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ میں شکر گزار بندہ نہ بنوں اس کا پھر؟

اگر اتنی نعمتیں اس نے دی ہیں مجھے، اتنا نوازا ہے تو پھر میں اس کے سامنے سجدے نہ کروں؟ او! میرے بھائی! بڑے قابلِ فخر لوگ ہیں ہم کہ ہم نبی پاک ﷺ کے غلام ہیں! کیا کبھی اس غلامی کے شکرانے میں بھی دو نفل پڑھے ہیں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے ہمیں حضور ﷺ کا غلام بنایا ہے۔

یاد رکھیں! کہ اپنی روحانی زندگی کو آباد کریں، استغفار پڑھیں، تسبیحات کریں۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر کے صاحب زادے ہیں، مکہ مکرمہ میں ان کی قبر ہے۔ میں جب انہیں پڑھا تو مجھے ان سے بڑا پیار ہو گیا، لیکن آپ کو پتہ ہے وہاں جا کے کسی شخص کا مزار تلاش کرنا یا پوچھنا ایک مشکل کام ہوتا ہے۔ تو ایک دفعہ میں مکہ شریف میں حاضر تھا تو ایک گاڑی والا ڈرائیور مجھے کہنے لگا کہ مولانا میں آپ کو جانتا ہوں، مجھے آپ سے محبت ہے، ایک بات بتاؤں آپ کو؟ میں نے کہا، بتاؤ! کہنے لگے حضرت عبد اللہ ابن عمر کی قبر دیکھنی ہے؟ میں نے کہا یہ تو نہیں کہہ رہا، یہ کسی نے بندوبست کرایا ہے، یہ اللہ نے تیرے دل میں بات ڈالی ہے! یہ ہو گیا! تو لے چل مجھے! حضرت عبد اللہ ابن عمر کو نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا، "رجل صالح"، یہ نیک بندہ ہے! یہ متقی آدمی ہے!

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے ہیں اور ان کی ہمشیرہ سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ایک دن اپنی ہمشیرہ سے کہنے لگے، کہ نبی کریم ﷺ گھر میں آئیں اور اگر حضور ﷺ غم امت میں پریشان نہ ہوں، طبیعت کو ہشاش بشاش دیکھو تو ذرا پوچھنا تو سہی حضور ﷺ کا میرے بارے میں کیا خیال ہے؟ پوچھنا تو سہی کہ کریم ﷺ کی بارگاہ میں میرا کیا مقام ہے، میرے بارے میں حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں! اب بہن کو کام بتائے اور بتائے بھی بھائی! اور پھر بہن وہ کام نہ کرے، یہ تاریخ میں ہوتا نہیں۔ حضرت عمر فاروق کی صاحب زادی ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں تو بس منتظر تھی، انہوں نے تو کہا تھا کہ اگر تم ہشاش بشاش دیکھو تو بات کرنا! لیکن حضور ﷺ تشریف لائے، میری باری تھی، میرے گھر تشریف لائے، کھانا پیش کیا تو فوراً میں نے عرض کی، حضور ﷺ! ایک بات پوچھنی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا، پوچھیے! میں نے عرض کی، حضور ﷺ! میرے بھائی عبد اللہ ابن عمر کے بارے میں آپ کا

کیا خیال ہے؟ نوجوانو! میری بات پہ غور کرنا۔ تو نبی کریم ﷺ نے میری طرف دیکھا اور پھر حضور ﷺ زیرِلب تھوڑا مسکرائے اور بریلی کے امام کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مسکرا دیتے تھے تو جو بڑا دکھی ہوتا تھا وہ بھی ہنس پڑتا تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ پھر تو اس مسکراہٹ کے لیے انتظار کرنا پڑتا ہوگا کئی کئی مہینے کہ حضور ﷺ مسکرائیں تو رونے والے ہنسے، تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، نہیں! انتظار نہیں کرنا پڑتا، یہ مسکراتے رہنا تو حضور ﷺ کی عادت ہے۔ ؎

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

یعنی یہ تو عادت ہے حضور ﷺ کی مسکراتے رہنا، اس کے لیے انتظار نہیں کرنا پڑتا، بھائیو! آپ خیال رکھیں گے، غور کریں گے! حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا تو سیدہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ زیرِلب مسکرائے اور فرمایا، حفصہ! تیرا بھائی ہے تو اچھا لیکن میں نے سنا ہے کہ عشا کی نماز پڑھتا ہے تو فجر تک سویا ہی رہتا ہے۔ اونوجوانو! دس بجے تک سونے کی بات نہیں ہوئی، نو بجے تک سونے کی بات نہیں ہوئی، گیارہ بجے اٹھنے کی بات نہیں! حضور ﷺ فرمانے لگے، میں نے سنا ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کے سو جاتا ہے اور فجر تک سویا ہی رہتا ہے، اسے چاہیے کہ تہجد کے وقت اٹھا کرے، اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرے، آہ وزاری کرے، سجدے کرے، عبادت کرے! اٹھتا ہے اور فجر میں جا کے اٹھتا ہے! حضرت جنابِ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، میں نے جناب عبد اللہ ابن عمر کو پیغام دیا اور میں نے کہا، او میرے جوان بھائی! سُن! نبی پاک ﷺ نے فرمایا، ہے تو اچھا پر تہجد میں نہیں اٹھتا! نفل نہیں پڑھتا۔

او میری ملت کے جوانو! مزہ نہیں آجاتا جب ساری دنیا سوئی ہو، ساری دنیا اور بستر بھی گرم ہو اور نیند بھی پورا غلبہ کر رہی ہو اور اچانک گھنٹی بجے دماغ میں، آنکھ کھلے، گھڑی پہ نظر پڑے، ساڑھے تین چار بجے کا پیغام گھڑی بتائے اور کوئی چڑھتی جوانی والا اٹھے، اٹھ کے وضو کرے اور جب وہ مصلیٰ کھول کے بچھائے تو مدینے والے محبوب ﷺ کہتے ہیں کہ ہر نماز پہ رب ثواب دیتا ہے اور جو اٹھ کے تہجد کی نماز پڑھے اسے دیکھ کے تو رب مسکراتا ہے! جو اس کی شان کے لائق ہے، وہ مسکراتا ہے، خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ تہجد میں اٹھ گیا۔ وہ مسکراتا ہے۔

کاش! ہماری صبحیں کبھی اپنے مالک کے نام ہو جائیں۔

حضرت ابو الحسن رحمت اللہ تعالیٰ علیہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے، فرماتے ہیں، ان سے جو پیار بڑھا تو پھر میرا مصلے سے بھی بڑھ گیا، تابعی ہیں، فرماتے ہیں صحابی رسول ﷺ سے محبت ہوئی تو ذکر سے بھی ہو گئی پھر درود شریف سے بھی ہو گئی۔ محبت ان سے بڑھی تو پھر اللہ نے مسجد کا پیار بھی بڑھا دیا، آپ فرماتے ہیں کہ میری ہر وقت طبیعت چاہتی تھی کہ بس اللہ اللہ کروں! بس اللہ اللہ کروں، بس میں ذرا تھوڑی جان چھڑاؤں لوگوں سے، کوئی دس منٹ ملیں تو میں کوئی چار نفل پڑھ لوں، میں تھوڑا سا بچوں لوگوں سے اور مجھے تسبیح ملے تو میں کوئی چار پانچ سو دفعہ استغفار پڑھوں، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لاحول ولاقوۃ الا باللہ! میں تسبیحات پڑھوں۔ فرماتے ہیں کہ بچے تھے گھر میں چھ سات، غربت تھی، کام ملتا کوئی نہیں تھا۔ اور میں کام چور نہیں تھا، کام ڈھونڈتا تھا پر اللہ کی قدرت کہ کام نہیں ملتا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن اپنی اہلیہ سے کہا کہ آج میں پھر جاتا ہوں کام ڈھونڈنے تو میری بیوی بڑی فرمانبردار تھی پر اس دن غربت کے ہاتھوں تنگ آ کے کہنے لگی، آج نہ کوئی تو چیز لے کے آیا تو اب مجھ سے بچوں کی بھوک نہیں دیکھی جاتی۔ ؎

سب روگاں دا روگ ہے جس دا نام غریبی
کنڈ وَلا کے لنگ جاندے نیں دوست یار قریبی

تو آج نہ کچھ لے کے آیا تو میں بچے لے کے میکے چلی جاؤں گی۔ شیخ فرماتے ہیں کہ میں بڑا پریشان گھر سے نکلا اور میں نے صبح سے لے کے ظہر تک کام ڈھونڈا، کام ملا کوئی نہیں تو میرے دل میں خیال آیا، چلو کام نہیں ملتا تو اللہ اللہ تو کریں نا! چلو بندوں

کی مزدوری نہیں ملتی تو رب کریم کی عبادت ہی کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے فرات کے پانی سے وضو کیا، نہر کے، شدید دھوپ تھی، ساتھ ریت تھی اور ریت تپ رہی تھی، میں نے اپنا رومال وہیں مصلیٰ کے طور پر بچھا لیا اور فرماتے ہیں کہ ظہر سے لے کر عصر تک نماز پڑھی، دھوپ بھی پورے زور پہ پر میرے سجدے کا ذوق بھی پورے زور پہ۔ فرماتے ہیں، سورج بھی چمک رہا ہے اور رب کی عبادت کا ذوق بھی پورے زور پہ، میں سجدہ کروں تو پھر میرا اٹھانے کو جی نہ چاہے۔ میرے استاد لکھا کرتے تھے، یہ ان کا شعر ہے، وہ کہا کرتے تھے ؎

مجھے سوز دے، مجھے ساز دے اور مجھے نیم شب کا نیاز دے
دمِ سجدہ خود کو میں توڑ دوں مجھے ایسا ذوقِ نماز دے
اور میں تیری بہار کا پھول ہوں، میں کھلا بھی ہوں تو تیرے لیے
مجھے میری شاخ سے توڑ لے، مجھے اپنی زلف کا ناز دے

بھائی! فرماتے ہیں کہ عصر تک میں نے نفل پڑھے، دن ڈھلنے لگا، عصر کی نماز پڑھی اور میں وہاں سے چلا۔ اب میں جب نکلنے لگا تو دل میں خیال آیا کہ چھوٹی چھوٹی دیواریں ہیں گھر کی، بغیر کچھ لیے جاؤں گا تو بیوی دور سے دیکھے گی تو شور کرے گی کہ پھر خالی ہاتھ آ گیا ہے۔ کہتے ہیں میں نے اپنے اسی رومال میں جس پہ میں نے نماز پڑھی تھی، کہتے ہیں اسی میں میں نے کچھ ریت بھر لی کہ وہ دور سے دیکھے گی تو سمجھے گی کچھ لے کے آیا ہے، چلو! جا کے اسے بتا دوں گا کہ آج پھر مزدوری نہیں ملی۔ کہتے ہیں وہ ریت لے کر جب میں گھر میں گیا تو پہلے بیوی دروازے پر کھڑی ہوتی تھی، پوچھتی تھی، خالی ہاتھ آ گئے ہو؟ آج میں نے دیکھا تو ہے ہی کوئی نہیں۔ فرماتے ہیں، میں اندر داخل ہوا، سلام لی، ایک کونے میں میں نے وہ رومال رکھ دیا اور میں نے آواز دی کہ بھلی مانس کہاں ہو؟ تو وہ کہنے لگی، آپ منہ ہاتھ دھولیں، میں روٹی لے کے آئی، میں نے کہا روٹی کہاں سے آ گئی؟ یہاں تو کئی دنوں کے فاقے ہیں، یہاں تو کئی دنوں کی غربت ہے، یہاں تو اس گھر میں تو فقیری ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ روٹی لے کے آئی اور اس وقت کی جو موجودہ نعمتیں تھیں، سمجھ لیں، سلاد، اچار، ہر چیز ساتھ لائی، میں نے کہا کہ بچے کہاں گئے؟ کہنے لگی، وہ کھانا کھا کے کھیلنے گئے ہیں، آپ کھانا کھا لیں، آ جاتے ہیں، کھانا اس نے چن دیا، میں نے حیرت انگیز لہجے میں ساری نعمتیں اپنے دسترخوان پہ دیکھ کر کے، بیوی سے پوچھا، یہ کہاں سے آیا کھانا؟ بچوں کو تو نے کہاں سے کھانا کھلایا؟ یہ سارا کچھ کیسا ہے؟

تو کہنے لگیں، پتہ نہیں آج آپ کس کریم کی مزدوری کرنے چلے گئے تھے! میرے گھر میں تو اتنی نعمتیں آئی ہیں کہ مجھ سے سنبھالی نہیں جا رہیں، اتنا اناج ہے، اتنا گندم ہے، کس کریم کے دروازے آپ چلے گئے تھے؟ یہ کہتے کہتے وہ اٹھی اور اٹھ کر کے کہنے لگی، پہلے ہی بڑا کچھ آیا تھا، اب کیا لے آئے ہو؟ اور جا کر کے اس نے وہ ریت والا رومال کھولا، کہنے لگے میں تو لے کے آیا تھا ریت، تو میرے رب نے اسے بھی سونے اور ہیرے بنا دیا تھا! جب آپ کی توجہ اللہ کی جانب! میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا، ہر چیز اپنے رب سے مانگ! ہر چیز مانگ! ہر چیز مانگ! یا رسول اللہ ﷺ! کیا کچھ؟ تو میرے محبوب ﷺ نے فرمایا، تیرے گھر میں نمک بھی ختم ہو جائے تو وہ بھی اپنے رب سے مانگا کر۔ تو مانگ وہ تجھے دے گا، تو اس کی بارگاہ میں کشکولِ طلب دراز تو کر! اور ترمذی شریف میں عجیب لفظ ہیں، رسولِ کائنات ﷺ نے فرمایا، رب کریم فرماتا ہے جب میرا بندہ ہاتھ اٹھاتا ہے تو مجھے حیا آتی ہے کہ میں خالی کیسے لوٹا دوں اس کے ہاتھ! اتنے بڑے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

او بھائی! لوگوں سے عزتیں تلاش کرتے ہو تو وہ کیا تمہیں عزت دیں گی؟ وہ تو کل اچھا کہتے ہیں پرسوں برا کہنے لگ جاتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے گڈ بک میں آنا چاہو گے تو وہ تو سویرے تمہارے بارے میں کچھ کہیں گے، شام کچھ اور کہیں گے۔ اپنی روحانی زندگی آباد کریں، اپنے مصلے کو وقت دیں اور دنیا سے چھپ کر، اس موبائل کو بند کر کے اور اپنے آپ سے بھی چھپ کے اور تنہا ہو کے، چھپا کے سارا کچھ، اپنے آنسو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کریں، اس کے حضور حاضری دیں، سنو نا! ترمذی کی حدیث! اور اسے یاد رکھنا، نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا:

اپنے دکھ لوگوں کے سامنے نہ بیان کرنا، سیٹھوں، نوابوں کو نہ بتاتے پھرنا، دنیا داروں کے سامنے جا کے نہ رونا کہ میں تکلیف میں ہوں، فرمایا، اگر دنیا داروں کو دکھ بتاؤ گے، رب تمہیں کبھی غنی نہیں کرے گا اور لوگ ہیں کہ الٹا مذاق اڑائیں گے۔ آپ کی جس سے بڑی پکی یاری ہے نا پکی! وہ تب تک پکی ہے جب تک آپ نے پچاس ہزار مانگا نہیں اور جس وقت آپ نے کہہ دیا کہ میں مجبور ہوں میری مدد کر تو پھر ختم ہوگئی دوستی! لوگوں کے تعلقات آپ کے ساتھ تب تک ہیں جب تک آپ ان سے کوئی ضرورت وابستہ نہیں کرتے۔ کریم محبوب ﷺ فرمانے لگے، بندوں کے سامنے دکھ نہ بیان کرنا، اللہ تجھے کبھی غنی نہیں کرے گا، تو اپنے دکھ اپنے رب کو بتا، تو دعائیں مانگ، تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہو، تو اس کے حضور عرض کر! فرمایا تو اپنے دکھ اپنے رب کو بتا، وہ جلدی کرے یا دیر سے کرے، تجھے ساری دنیا سے بے نیاز کر دے گا، تجھے کسی کا محتاج نہیں رہنے دے گا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے دعا مانگنے کا طریقہ اپنی بیوی سے سیکھا ہے۔ سیکھنے والے تو اپنے بچوں سے بھی سیکھ لیتے ہیں، سیکھنے والے تو ہر ایک سے سیکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنی بیوی سے سیکھا ہے۔ حضرت! وہ کس طرح؟ فرمانے لگے، میری بیوی نے مجھے کوئی کام بتایا، کچھ پیسوں کی ضرورت کے لیے کہا تو میں نے اسے کہا کہ بھئی! ابھی میرے پاس نہیں ہیں، کچھ دنوں میں آتے ہیں تو میں دے دوں گا۔ عورتوں کی عادت ہوتی ہے وہ بار بار یاد کراتی ہیں۔ دو چار دنوں کے بعد پھر اس نے کہا، حضرت! وہ میں نے کہا تھا، کچھ پیسے! میں نے اسے کہا کہ ابھی میرے پاس نہیں ہیں کچھ دنوں میں ملتے ہیں تو میں تمہیں دے دوں گا، اس نے کچھ دنوں کے بعد پھر کہا، حضور! وہ میں نے کچھ پیسے کہے تھے، فرماتے ہیں، میں نے ڈانٹ دیا، میں نے کہا کہ کیا تو روز مجھے شرمندہ کرتی ہے، کہا نا کہ میرے پاس نہیں ہیں! ہوں گے تو دے دوں گا، تو روز یاد کراتی ہے، فرماتے ہیں:

اس نے پہلے تو میری ڈانٹ کو سہا پھر میرے سخت جملوں نے اس کی آنکھوں میں آنسو پیدا کر دیئے پھر اس نے اپنے آنچل میں اس دکھ کو سمیٹا اور پھر اس نے ایک جملہ کہا تو میں رو پڑا اور مجھے اپنے رب سے مانگنے کا طریقہ آ گیا۔ مجھے کہنے لگی، حضرت جی! آپ نے ڈانٹ دیا، میں نے سہہ لیا پر آپ ہی میرے شوہر ہیں، بتائیں نا؟ آپ سے نہ کہوں تو میں کس سے جا کے کہوں؟ فرماتے ہیں میں رو پڑا اور میں کُھل کے رویا اور میں تڑپ کے رویا اور پھر میری سسکیاں بندھ گئیں۔ وہ مجھے کہنے لگی، آپ کو کیا ہوا؟ میں نے کہا مجھے بھی دعا مانگنی آ گئی ہے۔ جب میں اس سے کہوں گا، اللہ! تو ہی میرا رب ہے، میں تجھ سے نہ کہوں تو میں کس سے جا کے کہوں، میں کیوں کسی بندے سے سوال کروں، میں کیوں کسی دنیا دار سے کہوں؟ میں تیرے نیک بندوں کا وسیلہ لے کے، تیرے محبوب کی غلامی لے کے تیری بارگاہ میں آیا ہوں، تجھ سے نہ مانگوں تو کس سے مانگوں؟ سمجھ آ گئی ہے، جب میں اس رنگ میں مانگوں گا تو میرا رب میرے اوپر بڑا ہی فضل فرمائے گا۔ وہ میرے اوپر بڑی رحمت کرے گا، وہ میرے لیے آسانیاں کرے گا۔

عزیز دوستو! ہم اس طرح کرنے لگ گئے ہیں کہ ہم نے اپنے تعلقات پر اعتماد کرنا شروع کر دیا ہے، میرے تعلقات بہت ہیں! ہم نے اپنی دولت پر اعتماد کرنا شروع کر دیا ہے، میرے پاس دولت بہت ہے! ہم نے اپنے علم پر، اپنی شہرت پر اعتماد کرنا شروع کر دیا ہے کہ میرے پاس فلاں چیز بہت ہے۔ یاد رکھنا! جب بے نیاز اپنی صفتِ بے نیازی دکھاتا ہے تو پھر بڑی دولتوں والے مجبور نظر آتے ہیں۔

بھائیو! جب انسان کا رشتہ اپنے مالک کے ساتھ ہوتا ہے پھر تو غم بھی کچھ نہیں کہتے، پریشانیاں بھی کچھ نہیں کہتیں۔ پھر تو زندگی صبر والی، پھر تو زندگی توکل والی، پھر تو زندگی بھروسے والی، پھر انسان اپنے آپ کو رسوا نہیں کرتا، دنیا داروں سے امیدیں اس کی ختم ہو جاتی ہیں، امیدیں اللہ رسول ﷺ سے لگا لیتا ہے، مضبوط ہو جاتا ہے مضبوط! طاقتور ہو جاتا ہے، خوددار ہو جاتا ہے، باوقار باعزت ہو جاتا ہے!

حضرت بہلول دانا رحمت اللہ علیہ بیٹھے تھے تو ہارون رشید

حج کر کے آرہا تھا تو رستے میں حضرت شیخ سے ملاقات ہوگئی تو السلام علیکم کے بعد کہنے لگا، حضور! کوئی حکم ہو تو بتائیے گا، تو حضرت بہلول دانا فرمانے لگے، تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا، اللہ! تو فرمایا، میرا کون ہے؟ کہا، اللہ! فرمانے لگے، تو بڑا ہی بے وقوف ہے! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ رب ہارون رشید کو تو دے گا اور بہلول دانا کو بھول جائے گا؟ تیرا بھی وہ ہی رب ہے، میرا بھی وہ ہی رب ہے، اس نے اگر تجھے دے کے آزمایا ہے تو ہوسکتا ہے مجھے نہ دے کے آزما رہا ہو۔ جب اس کی حکمت کے تقاضے ہوں گے تو وہ عطا کرے گا اور دے گا۔ تو جا! اپنا کام کر! بھائی! اپنی روحانی زندگی، اپنی عبادات، اپنے وضائف، اپنے روزمرہ کے معاملات، اپنی دعائیں، اپنا استغفار!

دیکھو! کوئی مشکل کام تو نہیں! دو رکوع ہیں سورہ واقعہ کے اگر رات کو پڑھ لی جائے تو میں کس طرح یہ بات بیان کروں کہ تعویذ بانٹنا آسان ہے اور وظیفہ بتانا مشکل ہے۔ سارا دن تعویذ بانٹیں تو لوگ لینے کو تیار ہیں اور اگر آپ وظیفہ بتائیں تو کہتے ہیں یہ تو مشکل کام ہے، او خدا کے بندے! اگر آپ کا تعلق قرآن پاک کے ساتھ مضبوط ہو، قرآن پاک کے ساتھ اگر آپ کا رشتہ ہو! لوگ سفارشیں ڈھونڈتے ہیں دنیا میں کوئی تعلق مل جائے تو میرا کام ہوجائے، دنیا میں اتنا مشکل معاملہ ہے، آخرت میں مجھے بتائیے گا کتنا مشکل معاملہ ہوگا؟ میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جو لوگ سورہ ملک پڑھا کرتے تھے، یہ سورہ ملک قیامت میں ان کی سفارش کرے گی اور اس طرح کرے گی کہ کہے گی، اے اللہ! یا اس بندے کو جنت میں داخل کردے یا مجھے قرآن پاک سے علیحدہ کردے! تو رب فرمائے گا، جا اس کا دامن تھام کے اسے جنت تک پہنچایا!

آپ بات کو سمجھیں! جب آپ کے تعلقات اپنے معاملات کے ساتھ مضبوط ہوں گے، یہ نبی کریم ﷺ نے وعدہ کیا ہے کہ تو سورۃ الواقعہ پڑھ تیرے گھر میں فاقہ نہیں آئے گا۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے اور جا کر کے کہا کہ آپ بڑے بیمار ہیں، آپ کی بیٹیاں زیادہ ہیں، میں چاہتا ہوں کہ خزانہ میں سے کچھ مدد کروں! تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کے بیٹھ گئے اور کہنے لگے، امیر المومنین! اللہ آپ کو میری طرف سے، میری بیٹیوں کی طرف سے بہتر صلہ دے، میری بیٹیوں کو کسی خزانے کی ضرورت نہیں، میں نے انہیں خزانہ دے دیا ہے! کہا، جناب! آپ نے کون سا خزانہ دیا ہے؟ میں آپ کے مالی معاملات کو جانتا ہوں۔ تو فرمانے لگے، امیر المومنین! میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے، جو سورہ واقعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ نہیں آتا، میں نے بیٹیوں کو یاد کرادی ہے، یہ خزانہ میں نے انہیں دے دیا ہے۔

وہ سارے والدین سنیں! جو بیٹیوں کے لیے پریشان رہتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن مسعود نصیحت کررہے ہیں، فرمانے لگے، میں نے سورہ واقعہ یاد بھی کرادی ہے، پڑھنے کی عادت بھی ڈال دی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، جو سورہ واقعہ پڑھے اسے فاقہ نہیں آتا۔ کہنے لگے، چاند تو اپنی جگہ چھوڑ سکتا ہے، سورج گر سکتا ہے، تارے ٹوٹ سکتے ہیں پر مدینے والے رسول ﷺ کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، فاقہ نہیں آئے گا تو ان شاء اللہ! کبھی بھی نہیں آئے گا!

کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم اپنے معاملات، اپنی عبادات، اپنی دعائیں! کبھی دس منٹ عادت ہوجائے دعا مانگنے کی، علیحدہ سے رات کو، حضور ﷺ نے فرمایا، جو فرض نماز کے بعد دعا مانگے، اللہ اس کی قبول کرلیتا ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ مسافر کی دعا قبول فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ مظلوم کی دعا قبول فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، بیمار سے دعا کراؤ، اللہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا، ماں باپ جب بھی اولاد کے لیے ہاتھ اٹھائیں ؎

بلھے شاہ آسمانی اُڈدیاں پھڑناں ایں
یہڑا گھر بیٹھا اوہنوں پھڑیا ای نئیں

حضور ﷺ فرمانے لگے، ماں باپ جب بھی اولاد کے لیے دعا فرمائیں، اللہ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے۔

آپ اپنا تعلق بنائیں، دعا کے ساتھ، عبادت کے ساتھ، مصلے کے ساتھ رشتہ بنائیں، استغفار پڑھیں، صلاح الدین ایوبی صلیبی جنگوں میں تھے، رات کو مسجد اقصی میں نماز پڑھی تو پریشان تھے، ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ آپ بڑے پریشان ہیں! کہنے لگے، حضور! پریشان اس لیے ہوں کہ پہلے ہی مسلمان کمزور رہے، اب میں نے سنا ہے دشمن کا ایک بحری بیڑا، وہ جنگی سامان سے بھرا ہوا آرہا ہے تو اب ان کے پاس اور تلواریں اور نیزے آجائیں گے، مسلمانوں کے پاس پہلے ہی وسائل کی کمی ہے، پریشان ہوں کس طرح کر کے مقابلہ کریں گے؟ یہ بات کہتے ہی صلاح الدین ایوبی نے بزرگوں سے کہا، حضور! آپ بھی دعا کرنا، دعا کی بڑی طاقت ہے، میرے نبی پاک ﷺ نے فرمایا، دعا مومن کا ہتھیار ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں بدل سکتی، دعا مومن کا ہتھیار ہے! یہ کافر کے پاس کوئی نہیں! یہ ہتھیار ہے مومن کا! اللہ کرے آپ کو سمجھ آئے، پھر سنیں! کئی بار کہہ چکا ہوں، یہ ہتھیار ہے، کافر کے مقابلے میں جو تیرے پاس سب سے بڑا ہتھیار ہے، وہ دعا ہے، دعائیں کرانی چھوڑ دیں، کرنی چھوڑ دیں، لینی چھوڑ دیں۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے تھے، میں نے وہ رنگ دیکھا ہے جب حضور ﷺ دعا مانگتے تھے اور حضور ﷺ کی مقدس آنکھوں میں آنسو بھی ساتھ ہی بہا کرتے تھے، میں نے وہ انداز دیکھا ہے! تو صلاح الدین ایوبی بزرگ سے کہنے لگے، آپ بھی دعا کیجیے اور خود رونے لگے اور سر سجدے میں رکھ کے رونے لگے اور عشا سے لے کر فجر تک روئے، خوب روئے۔ صبح وہ بزرگ آئے تو صلاح الدین ایوبی کا خوبصورت اور ہنستا ہوا چہرہ دیکھا۔ کہنے لگے، آپ بڑے خوش ہیں، رات تو میں نے بڑے روتے ہوئے دیکھا تھا، تو کہنے لگے، حضور! وہ جو بحری بیڑا آرہا تھا وہ پانی میں ڈوب گیا ہے۔ اب وہ نہیں آرہا ابھی ابھی خبر آئی ہے تو میں بڑا خوش ہوں۔ بزرگ کہنے لگے، اٹھ سینے سے لگ! اور سن ایک بات، وہ بحری بیڑا پانی میں نہیں ڈوبا وہ تیرے آنسوؤں میں ڈوب گیا ہے، وہ جو تو رات رویا ہے رب کریم کی بارگاہ میں تو وہ ڈوب گیا ہے۔

بھائی! اپنا مصلے کا، عبادت کا، وضائف کا، اللہ اللہ کا سلسلہ! اس کو مضبوط کریں، اپنی دعاؤں کے تعلق کو مضبوط کریں، دعائیں بڑے انقلاب برپا کر دیتی ہیں۔ ہم تھوڑے تھوڑے جب سے خشک ہوئے ہیں، خشک اور میری تو جماعت ہی صوفیا کی جماعت تھی، ہم تو داتا علی ہجویری کی جماعت سے ہیں، ہم تو خواجہ اجمیری کی جماعت سے ہیں، ہم تو شیخ احمد فاروق سرہندی کی جماعت سے ہیں، ہم تو صوفیاء جماعت سے ہیں۔ ہماری جماعت نے بھی وہ تعلق جو ہمارے بزرگوں نے بنایا تھا، بزرگ اللہ کے قریب کیسے جاتا ہے؟ ہمارے یہاں بہت سارے لوگ کہتے ہیں، جی! نظر ہو گئی تو کام ہو گیا! بھئی! جو بخاری مسلم میں طریقہ ہے اللہ کا قرب پانے کا، وہ تو نفل ہے۔ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، بندہ نفلوں کے ذریعہ رب کے قریب جاتا ہے اور اتنا قریب جاتا ہے کہ پھر اللہ اس کی زبان بن جاتا ہے، اللہ اس کی آنکھیں بن جاتا ہے، کان بن جاتا ہے، ہاتھ اور پیر بن جاتا ہے تو یہ تو عبادت ہے، یہ تو اللہ کی بارگاہ کی حاضری ہے جو آپ کو اللہ کے قریب کرے گی۔ تو اپنی نماز کو اہمیت دے کے ادا کریں، نمازیں موبائل بند کر کے ادا کریں۔

دیکھیں نا! کچھ لوگ کہتے ہیں، مجھے ٹائم نہیں ملتا نماز کا، تو میں کہتا ہوں یہ آپ نے بڑی جرت کی بات کی ہے۔ مجھے کوئی میرا پیر بھائی کہہ دے، مجھے ٹائم نہیں آپ کو ملنے کا، تو میں کہتا ہوں آج کے بعد آنا ہی نہ! تو کیا سمجھتا ہے؟ تو بڑا آدمی ہے؟ تیرے پاس ٹائم نہیں ہے اور ہمیں ملنے کا ٹائم؟ موج کر! آپ نے اللہ رسول ﷺ کو ہی کہہ دیا ہے، ٹائم نہیں اور عجیب فلسفہ ہے نا؟ کہا جائے، نماز پڑھنے آؤ تو کہتا ہے کپڑے ٹھیک نہیں اور کہا جائے کہ آؤ! ذرا دعوت پہ چلیں، تو کہتے ہیں، ایک منٹ ٹھہر، میں کپڑے بدل کے آیا! نماز کے لیے کہا تو کہتا ہے ٹھیک نہیں، دعوت کے لیے کہا تو کہتا ہے، میں ذرا تیاری کرلوں، یوں جانا مناسب نہیں! یہ معاملہ ٹھیک نہیں! رب تو فرماتا ہے کہ جب تو مسجد میں آ تو زینت اختیار کر کے آ۔

بقیہ ص ۸ ر پر

از: مولانا محمد مدثر حسین اشرفی *

مال حرام کھانے والے کی عبادت مقبول نہیں

اکل حلال اشد ضروری ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے لگائیں، جس میں رب تعالیٰ نے گروہ معصومین یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو خطاب فرمایا کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ، واضح رہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام قصداً غلطی نہیں کرتے، ان حضرات پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہے کہ انہیں ایسا عظیم الشان منصب عطا فرما کر لوگوں کی رشد وہدایت کے لیے منتخب فرمایا، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں کسی نے تجارت، تو کسی نے زراعت اور دیگر مختلف پیشے اختیار فرمائے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (پ2 سورہ البقرہ آیت نمبر188) ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔" (کنز الایمان)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"اگرچہ تَأْكُلُوا - اکلٌ سے بنا جس کے معنیٰ ہیں کھانا مگر یہاں کھانا پینا پہننا وغیرہ ہر قسم کے استعمال کی ممانعت مقصود ہے، اسی لیے اموال کو جمع فرمایا گیا اور اموالکم سے یا تو خود اپنے ذاتی مال مراد ہیں یا ایک دوسرے کے مال مگر بَيْنَكُمْ سے ظاہر یہ ہی ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے مال مراد ہیں، باطل بطل، سے بنا، جس کے معنیٰ ہیں جانا رہنا اور مٹ جانا اس کی جمع بواطل اور ابطولہ کی جمع اباطیل ہے، شریعت میں ہر غلط چیز کو باطل کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مٹنے والی ہے یہاں اس سے خرچ اور آمدنی کے تمام ناجائز طریقے مراد ہیں، شراب خوری، حرام کاری فضول خرچی یہ سب باطل خرچ ہیں اور رشوت غصب لوٹ چوری جھوٹی قسمیں جوا کہانت، خیانت وغیرہ ناجائز پیشے یہ سب باطل آمدنیاں ہیں، یعنی نہ تو تم اپنے مال غلط طرح خرچ کرو اور نہ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے حاصل کر کے استعمال کرو۔

خلاصۂ تفسیر: اے مسلمانو تم آپس میں ایک دوسرے کے مالوں پر ناجائز قبضہ نہ کرو اور انہیں غلط طریقہ سے استعمال میں نہ لاؤ اور اپنے ظلم پر مدد لینے کے لیے جھوٹے مقدمات حاکموں کے پاس اس نیت سے نہ لے جاؤ کہ انہیں کچھ دے دلا کر جھوٹی گواہی قائم کر کے یا غلط ثبوت پہنچا کر اور حکام کو فریب دے کر ان سے غلط فیصلے کر لوگوں کے مال ناجائز طور پر کھاؤ، حالانکہ تم یہ جانتے بھی ہو کہ ہم اس مقدمہ میں جھوٹے ہیں۔" (تفسیر نعیمی)

قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ ہر قسم کے ناجائز طریقے سے مال ودولت کے حصول سے بچو، مگر دور حاضر میں مسلمان اس قدر مال ودولت کے حصول کے خواہاں ہو چکے ہیں، کہ ذرہ برابر بھی حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے، غیب داں نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ پرواہ نہیں کریں گے کہ مال کہاں سے حاصل کیا" آج کا ماحول دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ وہ زمانہ آچکا ہے۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ طیب ہے اور طیب ہی کو قبول فرماتا ہے (یعنی رب تعالیٰ بے

* مضمون نگار رضائے مصطفیٰ مسجد گیورائی، بیڑ مہاراشٹر کے امام وخطیب ہیں۔

عیب ہے اور بے عیب صدقات اور نقصانات سے خالی عبادات کو قبول فرماتا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس چیز کا حکم دیا جس کا انبیائے کرام علیہم السلام کو حکم دیا، (یعنی کسب حلال وطلب معاش ایسا مبارک مشغلہ ہے جس میں رب تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور عوام کو جمع فرمادیا ہے۔

لہٰذا یہ فرض خداوندی بھی ہے سنت مصطفوی بھی اور سنتِ انبیا بھی، اس لیے کسبِ حلال سنت سمجھ کر کرنا چاہیے، اس میں دنیا کی عزت بھی ہے آخرت کی سرخروئی بھی) فرمایا اے نبیو! طیب اور لذیذ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو، (تو میثاق کے دن رب تعالیٰ نے نبیوں سے یہ خطاب بیک وقت فرمایا تھا یا ہر نبی سے، ان کے زمانہ میں یہ خطاب ہوا جو قرآن کریم میں نقل فرمایا گیا اور حضور انور کو سنایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ رہبانیت اور ترک دنیا نہ اسلام میں ہے نہ پہلے کسی نبی کے دین میں تھی، چنانچہ انبیائے کرام نے مختلف پیشے اختیار کیے، کسی نے چندوں یا یا سوال پر زندگی نہ گزاری، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اولاً کپڑا سازی پھر کھیتی باڑی کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام لکڑی کا پیشہ، حضرت ادریس علیہ السلام درزی گری، حضرت ھود وصالح علیہما السلام تجارت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام جانور پالتے تھے، حضرت لوط علیہ السلام کھیتی باڑی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرانا، حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے، حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے ملک کے مالک ہو کر پنکھے اور جھیلیں بنا کر گزارہ کرتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ سیاحی کرتے تھے، ہمارے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اولاً تجارت پھر جہاد کیے (اسلامی زندگی) اور رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو ہماری دی ہوئی طیب ولذیذ روزی کھاؤ، (طیب خبیث کی ضد ہے، حلال، پاک، نظیف، پسندیدہ شرعی چیز طیب ہے۔

اللہ تعالیٰ طیب ہے کہ خبیث چیزیں ناپسند کرتا ہے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ظاہری وباطنی نجاست سے دور رہیں نیک اعمال کریں، چیزیں انسان کے لیے ہیں اور انسان رحمٰن کے لیے)

پھر ذکر فرمایا کہ آدمی پراگندہ گردآلود بال لمبے لمبے سفر کرتا ہے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اے رب اے رب اور اس کا کھانا حرام اور پینا حرام لباس حرام اور حرام کی ہی غذا پاتا ہے، (یعنی بچپن سے ہی حرام میں پلا اور جوان ہو کر حرام کمائی ہی کی، جس سے غذا الباس حرام کا رہا) تو ان وجوہ سے دعا کیسے قبول ہو، (یہاں روئے سخن یا حرام خور حاجی غازی کی طرف ہے یعنی حرام کمائی سے حج یا غزوہ کرنے گیا، پراگندہ بال، پریشان حال رہا۔

کعبہ معظّمہ یا میدان جہاد میں دعائیں مانگیں مگر قبول نہ ہوئیں کہ روزی حرام تھی جب ایسے حاجی وغازی کی دعا بھی قبول نہیں تو دوسروں کا کیا کہنا صوفیا فرماتے ہیں، کہ دعا کے دو بازو یعنی پر ہیں اکل حلال، صدق مقال، اگر ان سے دعا خالی ہو تو قبول نہیں ہوتی، تقویٰ کی پہلی سیڑھی حلال روزی ہے، حرام سے بچنا عوام کا تقویٰ ہے، شبہات سے بچنا خواص کا تقویٰ، ذریعہ معصیت سے بچنا صدیقین کا تقویٰ۔" (مرآۃ المناجیح)

اللہ اکبر! مندرجہ بالا حدیث شریف میں مال حرام کی کس قدر سخت وعید بیان کی گئی ہے، پتہ نہیں اکل حرام کے عادی محنت ومشقت کر کے جائز طریقے سے کمائی کر کے اپنی اور اہل وعیال کی پرورش کیوں نہیں کرتے؟ کہ جس میں رضائے الٰہی بھی حاصل ہو اور دونوں جہان کی فلاح وکامرانی بھی میسر ہو، حضرت حکیم الامت کی دور اندیشی کو سلام کہ آپ نے تحریر فرمایا کہ "انبیائے کرام نے مختلف پیشے اختیار کیے، کسی نے چندوں یا سوال پر زندگی نہ گزاری۔"

افسوس کہ آج اہل علم کا ایک طبقہ (اہل خلوص اس جملے سے مستثنیٰ ہیں) دار العلوم کے نام پر جس طرح سے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے، وہ قابل مذمت ہے، (معاذ اللہ) ایسا لگتا ہے کہ ان کے دلوں میں خشیتِ الٰہی ذرہ برابر نہیں، اب ایسے اہل علم کو کس نام سے موسوم کیا جائے یہ فیصلہ باذوق قارئین کی نذر کرتا ہوں، ہاں مگر ایسوں کو سورہ الزلزال کی آخری دونوں آیتیں ضرور یاد رکھنی چاہیے۔

◆◆◆

از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

امید افزا آیتیں

وطن عزیز کے حالات قدرے ناساز ہیں، وثنیت کے علم بردار آئے دن مسلمانوں اور مسلم عبادت گاہوں پر شب خون مار رہے ہیں؛ کہیں کوئی جرم ہوتا ہے تو شک کی سوئی سیدھے مسلمانوں کی طرف گھوم جاتی ہے، کاف شین نظام بڑے منظم طریقۂ کار کے ساتھ مسلمانوں کے درپے آزار ہے اور انہیں زندگی کے ہر موڑ پر پسپا کر دینا چاہتا ہے؛ تاہم ہمیں ایسے حالات میں بھی یاسیت کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ حوصلہ وہمت کا بھرپور مظاہرہ کرنا چاہیے۔ زندگی میں حالات اوپر نیچے ہوتے رہتے ہیں مگر ہمیں آخری سانس تک دین اسلام پر استقامت کے ساتھ ڈٹے رہ کر باطل سے نبرد آزما ہونا ہے اور اگر حالات کا مقابلہ کرتے کرتے کبھی حوصلہ پست ہونے لگے یا سانس بیٹھنے لگے تو مندرجہ ذیل آیات کو بار بار پڑھیں، جی ہاں، بار بار! لاریب! قرآن حکیم کی یہ آیات ہمیں امید کی ایک نئی کرن فراہم کرتی ہیں، مثبت فکر اور رجائیت کی ترغیب دیتی ہیں اور دیدہ ودل کو ایقان واذعان سے مالا مال کر دیتی ہیں۔

ارشادات رحمٰن ورحیم ہے:

(۱) "لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا۔ تم نہیں جانتے، شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا معاملہ پیدا کر دے۔"

(۲) "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ۔ اور تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔"

(۳) "إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔"

(۴) "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

(۵) "وَعَسىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ شاید تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو، اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بُری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

(۶) "وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا۔ اور اپنے رب کے حکم کا صبر سے انتظار کرو، بے شک تم ہماری نظر میں ہو۔"

(۷) "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

(۸) "أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ۔ کون ہے جو بے کس کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے؟"

(۹) "إِنَّ اللّٰهَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(۱۰) "وَهُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ۔ اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔"

(۱۱) "وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ اور ان کے دلوں کو جوڑ دیا، اگر تم زمین میں جو کچھ ہے خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دلوں کو نہیں جوڑ سکتے تھے، لیکن اللہ نے انہیں جوڑ دیا، بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔"

(۱۲) "وَعَسىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ شاید تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت زیادہ بھلائی رکھ دے۔"

(۱۳) "وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي۔ نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو۔"

(۱۴) "وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو،

* مضمون نگار دار العلوم فیضان اشفاق جودھ پور راجستھان کے استاذ ہیں۔

بیشک اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔"

(۱۵)"قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ۔ کہہ دو: اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

(۱۶)"فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ۔ پس بہترین صبر ہے اور اللہ ہی سے مدد طلب کرنی چاہیے اس پر جو تم بیان کرتے ہو۔"

(۱۷)"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ اور جب میرے بندے میرے بارے میں تم سے پوچھیں، تو میں قریب ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔"

(۱۸)"وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ۔ اور میں اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔"

(۱۹)"فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ۔ پھر اُس نے اندھیروں میں پکارا: تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں سے ہوں، ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔"

(۲۰)"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ اور ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو اس کے دل میں وسوسے آتے ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

(۲۱)"إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔"

(۲۲)"أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟"

(۲۳)"رَبِّ إِنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ اے میرے رب! مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

(۲۴)"إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ۔ اس کا حکم تو بس یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے "ہوجا" اور وہ ہوجاتی ہے۔"

(۲۵)"ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً۔ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے، جیسے پتھر یا اس سے بھی زیادہ سخت۔"

(۲۶)"فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا۔ پھر میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو، بیشک وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر بارش برسائے گا۔"

(۲۷)"قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ کہہ دو: ہمیں کچھ بھی نہیں پہنچ سکتا سوائے اس کے جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے، وہ ہمارا مالک ہے، اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

(۲۸)"رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ۔ اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے۔"

(۲۹)"أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ جان لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔"

(۳۰)"رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ۔ اے میرے رب! جو بھی بھلائی تو نے مجھ پر نازل کی ہے، میں اس کا محتاج ہوں۔"

(۳۱)"هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ۔ کیا نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ اور ہوسکتا ہے؟"

(۳۲)"إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ۔ میں اپنا دکھ اور غم اللہ ہی سے بیان کرتا ہوں۔"

(۳۳)"وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا۔ اور اے میرے رب! میں تیری دعا مانگنے میں کبھی محروم نہیں رہا۔"

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

ویلن ٹائین ڈے اور اس موقع پر ہونے والی خرافات

انسان فطرتاً جلد باز اور جدت پسند ہوتا ہے، اگر اپنی عقل سے احکامِ شریعت کو سمجھ کر اس کے دائرہ میں زندگی بسر نہ کرے تو عادتیں اسے قدم قدم پر برائی میں مبتلا کرتی رہتی ہیں اسے اپنے کئے کا احساس بھی نہیں ہوتا اور بُرائی کے بھنور میں ایسا پھنسا رہتا ہے کہ اس سے نکلنا اس کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔ پھر ایک فطری عادت انسان کی مل جل کر زندگی بسر کرنے کی بھی اس میں موجود ہے اس لئے دوسروں کے ساتھ رہنا اس کے لئے ضروری ہے۔ مسلمانوں میں نیک اور نافرمان دونوں طرح کے ہوتے ہیں اس لئے معاشرتی زندگی میں بگاڑ کے اسباب زیادہ اور سدھار کے کم دستیاب ہوتے ہیں۔

موجودہ گلوبلائزیشن کے اس دور میں جب میڈیا کی بڑی کمپنیوں کے مقاصد میں برائیاں، بدکرداریاں، بداخلاقیاں عام کرنا شامل ہے، نفسانی لذات وشہوات کو دکھا دکھا کر لوگوں کا سکون برباد کرنا اور ان کی طبیعتوں میں ہیجان برپا کئے رکھنا ان کے اہداف میں سے ہے، منظم طریقہ سے بُرائی کی نشر واشاعت کا کام بہت تیزی سے ہو رہا ہے جس سے اغیار کے طور طریقے اور نت نئی نافرمانیاں منٹوں سیکنڈوں میں ساری دنیا میں پھیل جاتی ہیں۔ اس لئے معاشرہ میں تباہ کن اثرات ڈھکے چھپے نہیں ہیں بلکہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ پھر خرابیوں اور اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہونے والے زیادہ تر دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں :

اوّل: جو مالی لحاظ سے آسودہ حال تعیش پسند، کروفر، جاہ وحشمت کے ساتھ رہنے والے۔

دوم: جو عقل کے لحاظ سے کمزور اور غیر سمجھدار، عقل کے لحاظ سے کمزور لوگ اس لئے اخلاقی برائیوں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں کہ اپنے بھلے برے سے کماحقہ واقف نہیں ہوتے۔

اس لئے ان سے عقل کے لحاظ سے فائق طبقہ جب زور و شور سے اپنا پیغام ان میں نشر کرتا ہے تو اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ چونکہ بُرائی کی دعوت دینے والے زیادہ ہوتے ہیں اس لئے برائی عوام میں بہت جلد وسیع پیمانے پر پھیلتی ہے اور بچانے والے اگرچہ انتہائی عقلمند دیندار چونکہ کم ہوتے ہیں اس لئے برائی سے بچنے والوں کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے۔

ویلن ٹائین ڈے کا پس منظر

ویلن ٹائن ڈے کا تاریخی پس منظر اور اس دن ہونے والی خرافات کا جائزہ لیں تاکہ مسلمانوں پر واضح ہو کہ گناہوں سے بھرپور اس دن کی حقیقت کیا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ ایک پادری جس کا نام ویلن ٹائن تھا تیسری صدی عیسوی میں رومی بادشاہ کلاڈیس ثانی کے زیرِ حکومت رہتا تھا۔ کسی نافرمانی کی بنا پر بادشاہ نے پادری کو جیل میں ڈال دیا، پادری اور جیلر کی لڑکی کے مابین عشق ہو گیا حتیٰ کہ لڑکی نے اس عشق میں اپنا مذہب چھوڑ کر پادری کا مذہب نصرانیت قبول کرلیا۔ اب لڑکی روزانہ ایک سرخ گلاب لے کر پادری سے ملنے آتی، بادشاہ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے پادری کو پھانسی دینے کا حکم صادر کر دیا۔ جب پادری کو اس بات کا علم ہوا کہ بادشاہ نے اس کی پھانسی کا حکم دے دیا ہے تو اس نے اپنے آخری لمحات اپنی معشوقہ کے ساتھ گزرنے کا ارادہ کیا۔

بالآخر 14 فروری کو اس پادری کو پھانسی دے دی گئی اس کے بعد سے ہر 14 فروری کو یہ محبت کا دن اس پادری کے نام ویلن ٹائن ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کو منانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے بے پردگی و بے حیائی کے ساتھ میل ملاپ تحفے تحائف کے لین دین سے

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

مغربی خرافات

لے کر فحاشی وعریانی کی ہر قسم کا مظاہرہ کھلے عام یا چوری چھپکے جس کا جتنا بس چلتا ہے انجام دیتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق فیملی پلاننگ کی ادویات عام دنوں کے مقابلے ویلن ٹائن ڈے میں کئی گنا زیادہ بکتی ہیں اور خریدنے والوں میں اکثریت نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی ہوتی ہے، گفٹ شاپس اور پھولوں کی دکان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان اشیا کو خریدنے والے بھی نوجوان لڑکے لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔

مشرقی اقدار کے حامل ممالک میں کھلی چھوٹ نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان جوڑوں کو محفوظ مقام کی تلاش ہوتی ہے اسی مقصد کے لئے اس دن ہوٹلز کی بلنگ عام دنوں کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے اور بکنگ کرانے والے رنگ رلیاں منانے والے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہوتی ہیں۔ شراب کا بے تحاشہ کاروبار ہوتا ہے۔ ساحلِ سمندر پر بے پردگی اور بے حیائی کا ایک نیا سمندر دکھائی دیتا ہے، مغربی ممالک میں جہاں غیر مسلم مادر پدر آزادی کے ساتھ رہتے ہیں اور فحاشی وعریانی وجنسی بے راہ روی کو وہاں ہر طرح کی قانونی چھوٹ حاصل ہے اس دن کی دھما چوکڑی سے بعض اوقات وہ بھی پریشان ہو جاتے ہیں اور اس کے خلاف بعض اوقات کہیں کہیں سے دبی دبی صدائے احتجاج بلند ہوتی رہتی ہے۔

انتہائی دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دن انگریز کی چھوڑی ہوئی پھلجھڑی کو جلانے اور اغیار کی طرح بے حیائی کے ساتھ منانے والے بہت سے مسلمان بھی اللہ رب العزت اور اس کے رسول کریم ﷺ کے عطا کئے ہوئے پاکیزہ احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے کھلم کھلا گناہوں کا ارتکاب کر کے نہ صرف یہ کہ اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ مسلم معاشرے کی پاکیزگی کو بھی ان بے ہودگیوں سے ناپاک و آلودہ کرتے ہیں۔ بدنگاہی، بے پردگی، فحاشی عریانی، اجنبی لڑکے لڑکیوں کا میل ملاپ ہنسی مذاق، اس ناجائز تعلق کو مضبوط رکھنے کے لئے تحائف کا تبادلہ یہ وہ باتیں ہیں جو اس روز زور وشور سے جاری رہتی ہیں جبکہ یہ وہ باتیں ہیں جن کے ناجائز وحرام ہونے میں کسی مسلمان کو ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہوسکتا۔

قرآن کریم کی آیات بینات اور نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات سے ان اُمور کی حرمت ومذمت ثابت ہے۔ مگر ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو دینی نقطہ نظر سے سمجھایا جائے اور اس دن کی خرافات کے ساتھ اس کو منانے کی شناعت وبرائی سے انہیں آگاہ کر کے ان کے دلوں میں خوفِ خدا اور شرمِ مصطفیٰ ﷺ پیدا کی جائے تا کہ وہ ان ناپاکیوں سے تائب ہو کر اپنے افکار و کردار کی اصلاح میں مشغول ہو کر بروزِ قیامت سرخرو ہوں۔

لہٰذا! ترغیب وترہیب کے لئے چند باتیں دین سے محبت کرنے والے اپنے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں وہ خود بھی پڑھیں اور اس کو عام کریں تا کہ عَامَّۃُ الْمُسْلِمِین کے دین و دنیا کا بھلا ہو۔ کس طرح بدنگاہی بے حیائی، بے پردگی اور ہر قسم کی فحاشی وعریانی کی مذمت قرآن کریم کی آیات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں بیان ہوئی ہے۔ ویلن ٹائن ڈے والے دن اجنبی مرد وعورت کے مابین جو ناجائز محبت کا تعلق قائم ہوتا ہے اور آپس میں جو تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے فقہائے کرام فرماتے ہیں: یہ رشوت کے حکم میں داخل ہے۔ اس لئے ناجائز وحرام ہے۔ ایسے گفٹ لینا اور دینا دونوں ہی ناجائز وحرام ہیں اگر کسی نے یہ تحائف لئے ہیں تو اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ یہ تحائف واپس کرنا بھی لازم ہے، بحر الرائق میں ہے ”عاشق ومعشوق (ناجائز محبت میں گرفتار) آپس میں ایک دوسرے کو جو (تحالف) دیتے ہیں وہ رشوت ہے ان کا واپس کرنا واجب ہے اور وہ ملکیت میں داخل نہیں ہوتے۔ (بحر الرائق)

غور کیجئے! اس قسم کے آزاد معاشرے اور اس میں جنم لینی والی برائیوں سے مسلم معاشرہ کیوں محروم ہے، اس فکر میں مغربی مفکرین اور اسلام دشمن قوتیں ہر لمحہ مصروف رہتی ہیں اور ویلن ٹائن ڈے جیسے دنوں کے نام پر اپنی ان خرافات سے مسلم دنیا کو بھی روشناس کرانا چاہتی ہیں اور جانتی ہیں کہ موجودہ حالات میں اکثر مسلمان دین سے اور دینی تعلیمات سے دور ہیں اور نفس و شیطان کے مکر وفریب میں بآسانی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس لئے ایک ایک دن کی حد تک ہی سہی جب ہماری

طرح جدت ولذت کے نشہ میں مدہوش ہوکر بے حیائی و بے پردگی اور وہ بھی سرعام کریں گے تو پھر اس لت سے پیچھا چھڑانا ان کے لئے مشکل ہوجائے گا اور آہستہ آہستہ یہ برائیاں ان کے معاشرے میں بھی جڑ پکڑ لیں گی اور دیمک کی طرح اسے چاٹتی رہیں گی۔ چونکہ دینی وروحانی پاکیزگی سے روشناس کرانے والے علمائے حق جوان کے معالج بھی ہیں اور رہبر بھی ان سے تو پہلے ہی قوم دور ہے۔ اس لئے ان کے سمجھانے کا ان پر اثر تو کم ہی ہوتا ہے، ان بے حیائیوں کے باعث ان سے مزید دور ہوکر ان کی برکات سے مزید محروم ہو جائے گی پھر اس لاعلاج مرض کا علاج ان کے بس میں نہ رہے گا، بدقسمتی سے کافی حدتک وہ اپنے اس ناپاک منصوبے میں کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔

شرم وحیا کے پیکر، نبیوں کے سرور حضور اقدس ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو یاد رکھو! حقیقی ترقی ان یورپین کی خرافات میں نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات میں ہے۔ مغربی معاشرے کی مادر پدر آزادی کی یہ جھلکیاں اس لئے نقل کی ہیں تاکہ جولوگ یہ کہہ کر سمجھانے والوں سے جان چھڑا لیتے ہیں کہ تھوڑا بہت تو چلتا ہے تہوار ہی تو ہے ایک ہی دن کی تو بات ہے ہم کون سے پاک وصاف ہیں اس طرح کے بیباکی اور ناانصافی کے ساتھ جملے ادا کرنے والوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سنجیدگی کے ساتھ سوچنے پر مجبور ہوجائیں کہ دین سے محبت اور اس کے احکام اور مصطفیٰ ﷺ کے دیئے ہوئے نظام کے مطابق زندگی گزارنے سے محبت کرنے والا طبقہ ان کے بھلے کی بات کر رہا ہے اگر وہ آج ہنس ہنس کر گناہ کریں گے تو کل ان کی اولاد یا اولاد کی اولاد ان مصائب اور گناہوں کی نحوست کی بنا پر دنیا میں بھی آفات کا شکار ہوں گی اور آخرت کی تباہی اس پر مزید ہوگی۔

قارئین! آپ سے اتنی گزارش آخر میں ضرور کروں گا کہ غیر مسلم آئے دن مسلمانوں کے دلوں کو توہین آمیز خاکوں سے چھلنی کر رہے ہیں اور مسلمان جو یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ سرکار کے نام پر جان بھی قربان ہے اور ہر بے ادب کی بے ادبی اور شرارت پر سراپا احتجاج ہوتے ہیں اور حقیقتاً اور ایماناً ہماری عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے، ان کی مبارک پرنور ہستی سے مسلمانوں کو وابستگی ہے اور ان سے وہ اپنے ماں باپ اولاد بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں اور اس کا حکم حدیث شریف میں مسلمانوں کو دیا بھی گیا ہے تو جان سے بڑھ کر عزیز ہستی اللہ کے محبوب ﷺ کی شان میں ادنیٰ توہین برداشت نہ کرسکنا بلاشبہ ان کے ایمان کا تقاضا ہے۔

مگر اس پہلو پر تو غور کیجئے کہ آج کے مسلمان بالخصوص ہمارے نوجوان انہیں غیر مسلموں کے ایجاد کردہ گناہوں سے بھرپور رسم ورواج اور دنوں تہواروں کے ناپاکیوں کا شکار ہیں جیسا کہ ویلن ٹائن ڈے اور اس روز بدنگاہی بے پردگی ناجائز تحائف کا لین دین اور شراب وکباب، زنا کی برائیاں عام ہوتی ہیں اور مسلمان بھی اس میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں۔

اس لئے خدارا ہوش کے ناخن لیں کہ شیطان کے آلہ کاروں کے نقش قدم پر چلنا جہنم کی راہ ہے۔ لہٰذا! اللہ رب العزت سے ڈرتے ہوئے اس کے محبوب سے شرم کرتے ہوئے اس دن اور اس کے علاوہ زندگی بھر بے حیائی بے پردگی فسق وفجور سے توبہ کر لیجئے اور آئندہ شریعت کے احکامات کی پابندی ستھری اسلامی زندگی گزارنے کا پختہ عزم کر لیجئے۔

◆◆◆

جماعت رضائے مصطفیٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

از: مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی*

غیروں کے ساتھی بنتے اپنے لوگ

اورنگ زیب عالمگیر کے وصال کو ابھی نصف صدی ہی گزری تھی کہ نااہلی اور داخلی کمزوریوں کی بنیاد پر سلطنت مغلیہ کا اقبال ڈھلتا چلا گیا۔ جس کا فائدہ اٹھا کر مختلف گورنروں/منصب داروں اور باغیوں نے جہاں تہاں خودمختار ریاستیں قائم کر لیں، انہیں میں ایک ریاست خطہ کیتھل تھی۔ (کیتھل آج ہریانہ کا ایک ضلع ہے جو کرنال اور پٹیالہ شہر کے قریب ہے) کیتھل کسی زمانے میں صوبہ سرہند کے ماتحت شہر ہوا کرتا تھا لیکن مغلوں کی کمزوری کی بنیاد پر نعمت خان نامی سردار نے یہاں اپنی خود مختار ریاست قائم کر رکھی تھی۔

اس زمانے میں کیتھل میں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی تھی، بڑے بڑے صوفیا اور مبلغین یہاں کی زینت ہوا کرتے تھے، سلسلہ قادریہ کے مشہور شیخ، شاہ کمال قادری (895-981ھ) کا حلقہ اثر اسی شہر میں تھا اور یہیں آپ کی وفات بھی ہوئی۔ خود مختاری کے بعد اس ریاست کا دہلی دربار سے رسمی سا تعلق تھا، انہیں بس سالانہ خراج پیش کر دیا جاتا تھا، شاہ عالم ثانی اتنے پر ہی مطمئن تھے، اس لیے کسی کو جواب دہی کا ڈر تھا نہ معزول ہونے کا خوف! رویے اور طور طریقے صحیح رکھے جاتے تو ریاست کیتھل کو کوئی خطرہ نہیں تھا کہ کمزور ہی سہی مغل سلطنت کی ہیبت کی بدولت کسی کو بھی حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی لیکن خودمختاری کے خمار میں یہاں کے حکمرانوں کی زیادتی اور ظلم بڑھتا گیا۔ غیر تو غیر اپنے بھی ان کے ظلم وستم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ عرصہ دراز تک لوگ ظلم وستم برداشت کرتے رہے۔

جب حدیں پار ہونے لگیں تو مسلمان بھی بددل ہونے لگے، مناسب تھا کہ ان کی بے اطمینانی کو دور کیا جاتا، انہیں قریب کر کے ان کی شکایات سنی جاتیں لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہر کے سرآوردہ لوگوں نے بُھچو (بھٹنڈا کی قریبی ریاست) کے حاکم دیسو سنگھ عرف بھائی بھگتو کو یہاں قبضہ کرنے کی دعوت دی ڈالی، دیسو سنگھ نے بھاری فوج کے ساتھ کیتھل پر حملہ کر دیا مگر مسلم حکمرانوں کی عیاشی کا عالم یہ تھا کہ انہیں دفاع کا ہوش تھا نہ حملے کی اطلاع، اس لیے بڑی آسانی کے ساتھ کیتھل پر دیسو سنگھ کا قبضہ ہو گیا، مغل بادشاہ کی مداخلت کا خوف تھا اس لیے دیسو سنگھ نے دستور سابق کے مطابق مغل بادشاہ کو سالانہ خراج ادا کرنے میں کوئی آنا کانی نہیں کی اس لیے مسلم ریاست کے خاتمے سے شاہ عالم کو بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔

تخت دہلی کو خراج ملتا رہا اور دیسو سنگھ کیتھل پر حکومت کرتا رہا، مسلمانوں کے تئیں دیسو سنگھ کا رویہ ٹھیک ہی تھا لیکن مسلمانوں کے ہاتھ سے یہ ریاست ہمیشہ کے لیے نکل گئی تھی، حالانکہ جس ظلم سے بچنے کے لیے دیسو سنگھ کا ساتھ دیا، دیسو کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے اودے سنگھ کی طرف اسی ظلم کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنی حکمرانی میں ظلم تھا مگر مذہبی تعصب نہیں تھا لیکن اودے سنگھ کی جانب سے ظلم اور مذہبی تعصب دونوں برداشت کرنا پڑے، لیکن اب کیا ہو سکتا تھا چڑیا کھیت چگ چکی تھی اور ریاست مسلمانوں سے بہت دور جا چکی تھی، کیتھل کی تاریخ سامنے رکھی ہے اور میرے ذہن میں ملک کی وہ خبریں گردش کر رہی ہیں جہاں مسلمان اپنوں کے ظلم وستم سے عاجز آ کر یا انتقام کی خاطر غیروں کی ٹولی کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ مسجد و مدرسہ کو نقصان پہنچانے والے ہوں یا قوم کا سودا کرنے والے، ہر ایک کے پاس تقریباً ویسے ہی عذر اور جواب ہیں جو کبھی کیتھل والوں کے پاس ہوا کرتے تھے، لیکن جس طرح اہل کیتھل کا زمانہ راحت لمبا نہیں چل سکا۔

موجودہ لوگ بھی عیش وعشرت کا دور بقیہ ص ۱۶ ر پر

از: علامہ سید اولاد رسول قدسی*

حضرت حزقیل علیہ السلام! ایک تعارف

صاوی شریف میں مندرج ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی رحلت کے بعد آپ کے خلیفۂ اوّل حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پھر ان کے بعد حضرت کالب بن یوحنا علیہما السلام منصبِ نبوت سے سرفراز ہوئے اور دینِ موسوی کی ترویج واشاعت میں تاحیاتِ ظاہری سرگرم عمل رہے۔ حضرت کالب بن یوحنا کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ حضرت حزقیل علیہ السلام کے سر پر ربِّ کائنات نے تاجِ نبوت رکھا۔ یاد رہے کہ تفاسیر کی کتابوں میں آپ کے دو القاب کا ذکر موجود ہے۔ ایک ابن العجوز اور دوسرا ذوالکفل۔

ان دونوں القاب کی وجہِ تسمیہ بھی بڑی صراحت سے بیان کی گئی ہے۔ لقب ابن العجوز کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت اس وقت ہوئی جب آپ کی والدہ ماجدہ عالمِ ضعیفی میں تھیں اور عجوز کا معنی ہے ضعیفہ۔ تو اس طرح آپ ابن العجوز سے یاد کیے جانے لگے یعنی ضعیفہ کا بیٹا۔ ذوالکفل کا معنیٰ ہے کفالت میں لینے والا۔ حضرت حزقیل علیہ السلام اس لقب سے اس لیے ملقب ہوئے کہ آپ نے انتہائی ہمت وشجاعت کے ساتھ ستر انبیائے کرام کی جانیں بچائیں جنھیں سرکش وظالم یہودی قتل کرنے کے درپے تھے، حضرت حزقیل علیہ السلام کے جرأت مندانہ اور ہمت وارانہ اقدام کا یہودیوں پر اس قدر گہرا اثر پڑا کہ جہاں ان ستر انبیائے کرام علیہم السلام کے قتل کی سازش یکسر ناکام ہوگئی وہیں ان میں اس بات کی بساط نہ رہی کہ وہ حضرت حزقیل علیہ السلام کو قتل تو قتل ہے ذرہ برابر کسی قسم کی تکلیف انھیں پہنچا سکیں۔ اسی مناسبت سے آپ کو ذوالکفل کہا جاتا ہے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کے دورِ نبوت میں ایک مرتبہ شہر میں طاعون کی ایسی وبا پھیلی کہ لوگ اس سے پریشان ہوکر شہر چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے اور یہ سوچ کر وہاں آباد ہوگئے کہ یہاں ہم پر نہ طاعون کا اثر ہوگا اور نہ ہمیں موت سے سابقہ پڑے گا اور وہ لوگ یہ فیصلہ لیتے وقت یہ بھول گئے کہ موت کا جو وقت اور جگہ مقرر ہے اس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں آسکتی اس سلسلے میں قرآن مقدس میں ربِّ کائنات نے بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے:

''اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ یعنی موت کا جو وقت متعین ومقرر ہے، اس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوسکتی ٹھیک اسی وقت میں آئے گی ایک لمحہ قبل از وقت اور نہ بعد از وقت۔''

انھیں چاہیے تھا کہ شہر چھوڑنے کے بجائے خدا کی مشیت ورضا پر راضی رہتے ہوئے اس کی عبادت میں خود کو مستغرق رکھتے، ربِ قدیر کو ان کا یہ فعل اتنا ناگوار گزرا کہ اس نے عذاب کے فرشتے کو حکم دیا کہ تم وہاں جاکر بلند اور گرجدار آواز میں موتوا یعنی مرجاؤ کہو۔ چناں چہ اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ آن کی آن میں ستر ہزار لوگوں کی روحیں قفس عنصری سے پرواز کرگئیں۔ کثیر اموات واقع ہونے کی بنیاد پر نہ ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام ہوسکا اور نہ ان کی تدفین کا۔

صاوی شریف میں مرقوم ہے کہ ستر ہزار لوگوں کی لاشیں مسلسل آٹھ دنوں تک یوں ہی پڑی رہیں پھر نتیجہ یہ ہوا کہ ان لاشوں سے ایسی بدبو اٹھی کہ دور دور تک لوگوں کی زندگی اجیرن بن گئی، بالآخر لوگوں نے ان لاشوں سے اٹھنے والے تعفن سے بچنے کے لیے چہار دیوار بنادی۔

اس واقعے کے چند ایّام کے بعد اللہ کے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام جب اس علاقے سے گزرے اور جب انھیں کثیر تعداد

*مضمون نگار کیلی فورنیا امریکہ میں مقیم اہل سنت معروف قلم کار اور نقاد ہیں۔

میں لوگوں کی ناگہانی موت کا علم ہوا تو آپ بے حد مغموم ہو کر خداوند قدوس کی بارگاہ میں التجا کرنے لگے کہ بارِ الٰہ! یہ حضرات جنھیں تیرے قہر وعذاب نے موت کی نیند سلا دی ہے ان سب سے مجھے بے حد لگاؤ تھا اور یہ میرے دکھ درد میں شریک ہوا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں یہ تیرے عبادت گزار بندے تھے جو صبح وشام تیری حمد وثنا بیان کرتے تھے لہٰذا تیری بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ انھیں حیاتِ نو عطا فرما۔

ظاہر ہے کہ نبی کی دعا بھلا کیسے مقبول نہ ہوتی، ربِّ کائنات نے فرمایا اے میرے نبی! ان مردوں کی ہڈیوں سے کہو کہ وہ مجتمع ہو کر گوشت کا لباس پہن کر حسب سابق زندہ ہو جائیں۔ جوں ہی اللہ کے پیغمبر کی زبان فیض ترجمان سے مذکورہ جملے صادر ہوئے ان ستر ہزار مردوں میں زندگی کی لہر دوڑ پڑی۔ وہ سب کے سب از سرِ نو زندہ ہو کر برسوں تک جب تک خدا نے چاہا دنیا میں زندگی بسر کرتے رہے، سورۂ بقرہ کی بیسویں رکوع میں ربِ قدیر نے اس واقعے کو یوں بیان فرمایا ہے:

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ۔ یعنی اے محبوب کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے نکل بھاگے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم سب مرجاؤ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے مگر اکثر ناشکرے ہیں۔"

مذکورہ آیت شریفہ کا سبب نزول کتبِ تفاسیر میں یوں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے، اسی اثنا میں دو یہودی آپ کے عقب میں بیٹھے کسی موضوع پر باہم گفتگو کر رہے تھے، بعد فراغتِ نماز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ تم لوگ کچھ دیر پہلے آپس میں کس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے مجھے بھی بتاؤ۔ ان یہودیوں نے بتایا کہ ہم حضرت حزقیل علیہ السلام اور ان کے اس عظیم معجزے کا ذکر کر رہے تھے کہ آپ کی دعا سے ربِ کائنات نے ستر ہزار مردوں کو زندہ فرمایا، اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کلام ربّانی میں تو ہم نے حضرت حزقیل علیہ السلام کا ذکر نہیں پایا چہ جائیکہ ان کے معجزے کا تذکرہ موجود ہو۔ البتہ قرآن مجید میں روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر ضرور ہے۔

یہودیوں نے کہا کہ قرآن مقدس میں ربِ کائنات نے جو یہ فرمایا ہے وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (یعنی ہم نے بہت سے رسولوں کے قصّے بیان نہ فرمائے) اس آیت میں مذکور "رسلاً" میں حضرت حزقیل علیہ السلام بھی داخل ہیں، اس واقعے کے بعد حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جب یہ ساری سرگزشت سنائی تو ربِ کائنات نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا ترجمہ سطورِ بالا میں پیش کیا گیا۔

درمنثور میں مندرج ہے کہ چند ایسے پیغمبرانِ خدا گزرے ہیں کہ جن کے ذریعے مردہ زندہ ہونے کا ثبوت صراحۃً قرآن مقدس سے ملتا ہے، ان میں سے ایک حضرت حزقیل علیہ السلام ہیں کہ جن کے ذریعہ ستر ہزار مردے زندہ کیے گئے جیسا کہ حضرت عطا ابن ابی رباح کا قول ہے۔

دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ جن کے ذریعہ چار جانور بعد ذبح قیمہ بنائے جانے کے باوجود زندہ کر دیئے گئے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۶۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ یعنی اور جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب تو مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا، اللہ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں، ابراہیم نے عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار

اسلاف و اخلاف

آجائے، فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انھیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

تیسرے حضرت عزیر علیہ السلام ہیں جن کے ذریعہ مردہ گدھا زندہ کیا گیا جیسا کہ سورۂ بقرہ آیت ۲۵۹ رمیں فرمانِ خداوندی ہے:

"وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا۔ یعنی اور اپنے گدھے کو دیکھو کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انھیں اٹھان دیتے پھر انھیں گوشت پہناتے ہیں۔"

چوتھے روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جن کا قول سورۂ آل عمران کی انچاسویں آیت میں ربِ قدیر نے یوں ارشاد فرمایا:

"اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

یعنی میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔"

پانچویں ہمارے آقا و مولیٰ حضور پرنور ﷺ ہیں جنھوں نے جہاں بہت سے مردوں کو زندہ فرمایا، وہیں نہ صرف یہ کہ اپنے والدین کریمین حضرت بی بی آمنہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو زندہ فرمایا بلکہ انھوں نے زندہ ہو کر کلمہ پڑھ کر سرورِ عالم ﷺ کی تصدیق کی جیسا کہ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب اپنی تصنیف لطیف "تذکرہ" میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان نقل کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب ہم حضور اکرم ﷺ کی معیت میں حجون کی گھاٹی پر گزرے تو میں نے آپ کو غمگین اور اشک بار دیکھا تو میری آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہونے لگے پھر آپ کچھ دیر کے بعد میرے پاس تشریف لائے تو آپ کے مقدس لبوں پر مسکراہٹ کی کلیاں دیکھ کر میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان ہوں۔ کیا بات ہے کہ کچھ دیر پہلے مغموم تھے اور اب بے حد خوش نظر آرہے ہیں، اس کا کیا سبب ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ حضرت بی بی آمنہ کی قبر کی زیارت کے لیے گیا اور میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عرض کی کہ مولیٰ! تو میری والدہ کو زندہ فرمادے تو اس نے اپنے کرم سے ان کو زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

یہاں صرف آپ کی والدہ ماجدہ کا ذکر ہے لیکن "الاشباہ و النظائر" میں آپ کے والدین کریمین دونوں سے متعلق درج ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے آپ کے والدین کریمین اپنی اپنی قبروں سے نکل کر آپ پر ایمان لائے اور پھر اپنی قبروں میں واپس چلے گئے، اس سلسلے میں حضرت حافظ شمس الدین دمشقی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ کلام میں ایک شعر یہ ہے:

فاحیا امہ و کذا اباہ
لایمان بہ فضلا لطیفا

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو آپ پر ایمان لانے کی غرض سے اپنے فضلِ لطیف سے زندہ فرمادیا۔

علامہ ابن حجر ہیتمی نے شرح مشکوۃ میں جہاں یہ فرمایا کہ رسولِ گرامی وقار ﷺ کے والدین کو خداوند قدوس نے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائے وہیں یہ بھی فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث کو صحیح بتانے والوں میں امام قرطبی اور شام کے حافظ الحدیث ابن ناصر الدین بقیہ ص ۴۴ ر پر

شانِ خواجۂ خواجگاں! بزبانِ امام احمد رضا

از: عالمہ اے رضویہ*

اسلاف و اخلاف

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہیں
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

کچھ جاہل اور فتنہ و فساد کرنے والے اور تاریخ سے رہنے والے حاسدوں کی جانب سے سیدنا امام احمد رضا بریلوی کے بارے میں یہ افواہ پھیلانے کی ناکام کوشش کی گئی کے آپ کو سیدنا حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی عقیدت و محبت نہیں تھی، نہ آپ نے کبھی بارگاہِ غریب نواز کی شان میں کچھ لکھا، اس غلط افواہ کے کئی مسکت جوابات دیئے جا چکے ہیں، ان میں سے چند آپ حضرات پڑھیں اور ہماری سُنّی عوام کے نوعمر بچوں کو بھی اِس بات سے آگاہ کریں ورنہ آنے والے لوگ نہ جانے اُنھیں کیا بتائیں، ابھی سے اپنے بچوں کے ایمان و عقائد کو اور مسلک اعلیٰ حضرت کا دامن تھامے رکھو، اللہ تعالیٰ ہماری آنے والی نسلوں کے ایمان و عقائد کی حفاظت فرمائے، آمین۔

سچ فرمایا حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی علیہ الرحمہ کے ممدوح مکرم حضرت علامہ قاضی محبوب صاحب نقشبندی مجددی امروہوی نے کہ: نقشبندی جب بگڑتا ہے تو وہابی ہوتا ہے اور چشتی جب بگڑتا ہے تو رافضی ہوتا ہے، حضور اعلیٰ حضرت کے بارے میں سیدنا غریب نواز کے تعلق سے جنھوں نے یہ واویلا مچایا ہے، وہ اسی طرح بگڑے ہوئے خود کو چشتی کھلانے والے چشتی ہے جو کے اصل چشتی ہی نہیں، جبکہ حضور اعلیٰ حضرت وہ سوادِ اعظم یعنی جماعت اہل سنت کی وہ عظیم الشان امانتِ اولیا اور ہدایت کا سرمایہ ہیں جن پر جماعت اہل سنت ہمیشہ فخر کرتی ہے اور تا قیامت فخر کرتی رہے گی، سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر شریف کے قیام کے دوران جمعہ مبارک پڑا۔

اعلانِ عام ہوا کے مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت بریلی درگاہِ معلیٰ اجمیر مقدس میں مسجد شاہجہانی کے اندر جمعہ کے پہلے حضرت خواجۂ ہند کی شانِ ولایت پر بیان فرمائیں گے، اس جمعہ کو کئی گھنٹے پہلے ہی نمازیوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا، یہاں تک کہ مسجد عظمیٰ پوری بھر گئی اور آس پاس کی خالی جگہ بھی بھر گئی۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت کے اعلان کے مطابق جمعہ سے پہلے خواجۂ پاک کی عظمت پر وعظ شروع ہوا، وعظ اتنا بصیرت افروز اور پر مغز تھا کے عوام جھوم جھوم اُٹھے، اِنھیں میں شہنشاہِ دکن میر عثمان علی صاحب، نظام سابع حیدرآباد بھی موجود تھے، وہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل آفرین بیان سُن کر مچل اُٹھے، کافی تاخیر سے جمعہ ہوا، اعلان ہوا کے باقی بیان بعد نماز عشا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسی مسجد شاہجہانی میں فرمائیں گے، لوگ خوشی سے جھوم اُٹھے، چنانچہ بعد نماز عشا سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان شروع کیا، رات کا کافی حصہ گزر گیا، مجمع کے اندر نظام حیدرآباد بھی بیٹھے سُنتے رہے چونکہ نظام حیدرآباد حضرت سیدنا خواجۂ پاک کے بہت زیادہ معتقد تھے، عُرسِ مقدس میں شریک ہوتے تھے، اِس کے علاوہ وہ سال میں کئی بار اجمیر شریف حاضر ہوتے تھے، اُنھوں نے اپنی عقیدت کی یادگار درگاہِ معلیٰ میں نظام گیٹ" کی صورت میں تعمیر کر کے ظاہر کیا جو آج بھی موجود ہے، نظام حیدرآباد نے اپنے مرکزِ عقیدت حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل و براہین سے مزین پر مغز بیان سُن کر جھوم اُٹھے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتقد ہو گئے اور اور آپ کی خدمت میں مملکت کے صدر الصدور کا عہدہ جلیلہ پیش کیا۔

اعلیٰ حضرت مظہر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ نے ابتدا میں فرمایا: میں اِس کا اہل نہیں ہوں، نظام سکتہ میں رہ گئے،

* مضمون نگار مرکز جامعہ نظامیہ صالحات کرلا ممبئی کی معلمہ ہیں۔

یہ درخواست 3/ بار پیش کی مگر اعلیٰ حضرت نے یہی جواب دیا، شاہوں کا مزاج پل میں بدلتا رہتا ہے (کبھی سلام پر رنجیدہ تو کبھی گالیوں پر انعام) اسی وجہ سے وہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن بن گئے، ان کی سیاست والی پیش کش کو اعلیٰ حضرت نے نامنظور کیا جس کی وجہ سے حیدر آباد پہنچے تو اعلیٰ حضرت پر ظلم و ستم کی انتہا کردی، یہاں یہ بات کافی پھیلتی مگر عنوان کی طرف آتے ہیں، اُس وقت تقریر کے بعد خدّام بہت خوش ہوئے اور آپ کے دیوانے ہوگئے، اُن میں سے کئی حضرات کو اعلیٰ حضرت نے اپنی خلافت سے نوازا یا مرید کیا، اُن کو سلسلے چشتیہ میں کیا، اُن کی اولادیں آج بھی موجود ہیں۔

گلشن ھند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ زیبا میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، اس کو تاریخ نہیں بھلا سکتی، دشمنانِ رضا اسے چاہے کتنا بھی چھپانے اور فتنہ کرنے کی کوشش کریں مگر حقیقت میں اسے کون چھپا سکتا ہے جسے رب ظاہر فرمادے، اللہ رب العزت اپنے محبوب بندوں سے اپنے محبوب بندوں کی شان بیان کراتا ہے اور ان کی باتیں لوگوں کی روحوں میں اترتی ہے اور اسی طرح سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی ہمارے دلوں میں خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کو اجاگر فرمایا، بلکہ میں یہ بھی کہہ دوں کہ: ابن وہاب کی پیداوار نجدیوں نے جس طرح جنت البقیع شریف کے مزاروں کی توہین کر کے انھیں شہید کروایا اور میدان کر دیا، اس کے چیلے ہند میں بھی اسی ناپاک ارادے سے اولیا اللہ کے مزاروں اور گنبد شریف کو بھی شہید کر دیتے اگر ہند میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے دین کے سچے مجاہد سپاہی نہ ہوتے اور ان کے گندے عقیدے عوام کے سامنے پیش نہ کرتے۔ (کافر کہنا اور ہے کافر بتانا اور ہے۔)

خواجہ غریب نواز کا غلام بننے سے انکار گمراہی ہے

کسی نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کسی نے اپنے مدرسے کے گیٹ پر، رسید پر، بورڈ پر اجمیر کے ساتھ شریف نہ لکھا، یا اصلی نام "غلام معین" الدین کے بجائے "غلام" لکھا تو یہ خلاف اہلِ سُنّت ہے یا نہیں۔؟ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اجمیر شریف کے نام کے ساتھ شریف نہ لکھنا حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلوہ افروزی، حیاتِ ظاہری و مزارِ انور پر جس کے سبب (مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) اور وہ وجہ شرافت نہیں جانتا تو وہ گمراہ بلکہ عدو اللہ (اللہ کا دشمن) ہے اور اگر اس وجہ سے کہہ رہا ہے کہ وہ وہابی ہے تو وہابیت کفر ہے اور اگر کسی نے "غلام معین الدین" سے "معین الدین" ہٹا دیا اس وجہ سے کہ اُن کا غلام بننے سے انکار و استکبار رکھتا ہے تو بدستور گمراہ اور حدیث شریف کے حکم کے مطابق اللہ کا دشمن ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور اگر وہابی ہونے پر تو وہ زندیق بے دین مرتدین ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 6 صفحہ 188-187)

فیض پاتے ہیں عشاق شام و سحر
روضۂ پاک تکتے ہیں شمس و قمر

سرزمین ہند میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے لاکھوں مشائخ، علما اور صوفیا نے نمایاں خدمات اور کارنامے انجام دیئے ہیں، ان کے وجود مسعود کی برکتوں نے لوگوں کو متاثر کیا اور ظلمت کدۂ شرک کو حق و صداقت، توحید و رسالت کے نور سے منور کیا، ان ستودہ ہستیوں میں سب سے زیادہ روشن نام شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان، سلطان الہند، عطائے رسول ﷺ، امام اربابِ طریقت، پیشوائے اصحابِ حقیقت، معینِ حق و ملت حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، آپ کا دوام اسلامیان ہند کے دلوں پر آج تک ثبت ہے اور آپ کا تذکرہ تاریخِ ہند کی مقدس امانت بن چکا ہے، ہندوستان کے عظیم تاجداروں کی حکمرانی اور رعب و دبدبہ کا دور ختم ہو چکا ہے مگر ہند کے راجا حضرت خواجہ کی روحانی عظمت و سطوت کی حکمرانی آج بھی قائم ہے، سبحان اللہ!

تقریباً آٹھ سو سال کا عرصہ گزر گیا، بے شمار انقلابات رونما

ہوئے، ہزاروں تاجدار آتے جاتے رہے مگر اجمیر مقدس کی سر زمین اجمیر کے تاجدار کی شوکت اور محبوبیت ومقبولیت میں کوئی فرق نہیں آیا اور اقتدار والے، فاقہ مست درویش سب کی جبینِ نیاز خواجہ کے آستانے پر جھکتی رہی اور بلا تفریقِ مذہب وملت ہر ایک کے دل میں حضرت خواجہ کی عظمت وعقیدت ومحبت کا چراغ جلتا رہا، ہر ایک زبان ثنائے حضرت خواجہ سے تر ہے، سلاطینِ وقت ہوں یا صوفیائے طریقت، اولیائے امت ہوں یا علمائے ملت سب نے اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی بساط کے مطابق حق ثنا خوانی ادا کرنے کے لئے زبان وقلم کو جنبش دیا اور اوصاف وکمالات حضرت خواجہ بیان کئے، اس مقام پر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ثنائے حضرت خواجہ سے زبانِ امام احمد رضا خاموش ہو، جن کی زندگی کی ہر ہر ادا سے مدحت وانبیائے کرام واولیائے عظام عیاں ہے، جن کی زبان اور بیان کو یہ شرف سند حاصل ہے کہ ؎

ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

آج اگر کچھ لوگ تعصب بغض وحسد کے شکار ہیں بظاہر وہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وفادار درحقیقت مسلک خواجہ ورضا کے غدار اور خدا کے قہر وغضب کے حقدار ہیں، کیونکہ ان کا یہ الزام ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ ہند کی عظمت ورفعت کے خطبے نہیں پڑھے ؎

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

توسن لو تم نے اعلیٰ حضرت کو جانا ہی نہیں، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھنے کے لئے اعلیٰ نظر ونسل اور اعلیٰ ایمان چاہئے اور عطائے رسول سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت جیسی زبان اور قلم چاہئے، غداروں جھوٹ بولنا بند کرو اور بنا ثبوت بکواسیں کرنا بند کرو، سنو میرے بریلی والے اہل سنت کے امام کیا فرماتے ہیں، اپنی کتاب مستطاب فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں حضور غوث اعظم کی دستگیری اور خواجۂ خواجگان معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فیوض وبرکات اور شان غریب نوازی کو بڑے جامع اور عمدہ الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد یازدہم، ص 43)

یہ اور اس کے علاوہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی کئی عبارتیں "مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا" میں نقل کی گئی ہیں، وہاں دیکھی جاسکتی ہیں، ہمیں یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ امام احمد رضا خواجہ غریب نواز کے ایسے عقیدت مند بلکہ عشق کی حد تک پہنچے ہوئے شیدائی ہیں کہ بہر تقدیر ان کا دفاع کرتے ہیں، ان کی قرار واقعی شان کو اجاگر کرتے اور ان پر کیے گئے کسی طرح کے اعتراض کا دندان شکن جواب بھی دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے جہاں یہ واضح ہے کہ حضرت خواجہ ہند کے بادشاہ، حق کی اعانت کرنے والے، دین کے مددگار اور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، وہیں آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز کا دفاع کرکے آپ کے مخالفین کا رد بھی کیا ہے۔ ؎

دھوم تھی ہند میں کفر واوہام کی
منتظر تھی زمیں حق کے پیغام کی
گونج اٹھی اذاں خواجۂ خواجگاں
آپ آئے بہار آئی اسلام کی

◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ.........................

نہ جانے کس گھڑی آئے پیام طیبہ سے
ہمیشہ دیکھتا رہتا ہوں میں گھڑی کی طرف
مرے حضور کی آمد سے لوٹ آیا جہاں
"خدائے واحد ویکتا کی بندگی کی طرف"
خیال وخواب میں رہتا ہے ہر گھڑی طیبہ
عجب کھنچاؤ ہے دل کا در نبی کی طرف
غم حضور میں یوں مبتلا ہوئے فیضیؔ
پلٹ کے دیکھا نہیں دنیوی خوشی کی طرف

از: مولانا محمد آل مصطفی مرکزی *

حضرتِ خاکی بابا اپنے کشف وکرامات کے آئینے میں

اسلاف واخلاف

مجذوب کامل حضرت الحاج الشاہ نعمت علی خاکی بابا علیہ الرحمہ کی ذاتِ ستودہ صفات عارفانِ حق میں محتاج تعارف نہیں جن کا باطن اس قدر صاف وشفاف تھا کہ ہر آنے والے کے دل کی تحریر بڑی آسانی سے پڑھ لیتے اور حسبِ آرزو تکمیل آرزو فرماتے۔ آپ کی ولادت طیبہ ۱۲۷۸ ہجری ددری گاؤں موجودہ ضلع سیتامڑھی میں ہوئی بچپن میں ہی والدہ کے سایہ کرم سے محروم ہوگئے تو اپنے نانیہال پنڈول بزرگ آگئے اور یہیں پوری پرورش ہوئی کرامات کا ظہور ایام طفولیت سے ہی شروع ہوگیا تھا۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کرامات اولیا کا انکار گمراہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴ / ص ۳۲۴)

کرامت کی قسمیں

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کرامات اولیا کے موضوع پر اپنی تصنیف شدہ کتاب جامع کرامات اولیا کی ابتدا میں کرامت کی ستر سے زیادہ اقسام کو بیان فرمایا ہے۔

بعد وصال بھی کرامت

اولیاء اللہ سے ان کے وصال کے بعد بھی کرامات ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت امام ابراہیم بن محمد باجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جمہور اہل سنت کا یہی موقف ہے کہ اولیا کرام سے ان کی حیات اور بعد الممات یعنی دنیا سے جانے کے بعد بھی کرامات کا ظہور ہوتا ہے، فقہ کے چاروں مذاہب میں کوئی ایک بھی مذہب ایسا نہیں جو وصال کے بعد اولیاء کی کرامات کا انکار کرتا ہو بلکہ بعد وصال کرامات کا ظہور اولی ہے کیونکہ اس وقت نفس کدورتوں سے پاک ہوتا ہے۔ (تحفۃ المرید، ص 363)

زمانہ نبوت سے آج تک اہل حق کے درمیان کبھی بھی اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں ہوا سبھی کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیائے عظام کی کرامتیں حق ہیں، ہر زمانے میں اللہ والوں سے کرامات کا ظہور ہوتا رہا اور ان شاء اللہ قیامت تک ہوتا رہے گا کبھی بھی اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔

آپ کی اک نگہ کرم نے نہ جانے کتنوں کی ٹیڑھی قسمت کو سیدھی کردی، کتنے خاطی کو نیکوکار بنایا، کتنے قلب ویراں میں محبت رسول کی شمعیں روشن کیں، کتنوں کو توحید کا سبق سکھایا، مدرسوں کا وقار بچایا، طالبانِ علوم نبویہ کیلئے نگاہوں کے فرش بچھائے، علما کا احترام بجالانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور جذبی کیفیت کے باوجود شریعت کی پاسداری اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں کوئی لمحہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی شک وشبہ ذہن وفکر کے کسی گوشے میں سر ابھارتا فوراً مجدد اعظم، فقیہ اسلام، عالمِ اہل سنت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ سے استفتا فرماتے اور وہاں سے جو جواب آتا، اس پر ہی عمل کرتے فتاویٰ رضویہ شریف کے کئی حصوں میں آپ کا استفتا موجود ہے کیف وجذب کے باوجود جہاں حضرت خاکی بابا کا شرع شریف پر مداومت، تصلب فی الدین اور دین وسنیت پر استقامت کی روشن دلیل ہے وہیں امام احمد رضا قادری کی عبقریت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ علما، مشائخ، دانشورانِ قوم اور فقیہانِ حرم کے علاوہ اپنے وقت کا مجذوب کامل بھی اس بارگاہِ فیض سے اکتسابِ فیض کر رہا ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت اور حضور خاکی بابا کا زمانہ ایک ہے مگر دونوں بزرگوں کی ملاقات نہ ہوسکی تاہم ایک دوسرے بزرگ میں غائبانہ تعارف خوب تھا اور ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھی بھیجا کرتے تھے محدث اعظم بہار، استاذ العلماء، رئیس المحدثین

* مضمون نگار محمد پور مبارک، پرشوتم پور، ضلع مظفر پور کے متوطن ہیں۔

اسلاف و اخلاف

حضرت علامہ الشاہ مفتی احسان علی حامدی فیض پوری علیہ الرحمہ جامعہ منظر اسلام کے طالبِ علم تھے اور یہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان بیچ کی کڑی تھے، چھٹی کے ایام گزار کر جب بریلی شریف کے لئے عزم سفر باندھتے تو حضرت خاکی بابا کی بارگاہِ عظمت میں حاضری دیتے تو حضرت خاکی بابا، اعلیٰ حضرت قبلہ کی بارگاہ میں تحفہ بھیجتے اور محدث صاحب جب وہ تحفہ پیش کرتے تو سرکار اعلیٰ حضرت بے پناہ مسرتوں کا اظہار فرماتے اور کیف کے عالم میں قبول فرماتے اور جب حضرت خاکی بابا کے لئے حضرت محدث صاحب قبلہ، حضور اعلیٰ حضرت کا تحفہ لے کر آتے تو آپ پر ایک عجیب قسم کی کیفیت طاری ہوتی، سر پہ رکھتے اور رقص کرتے ہوئے اپنی خانقاہ میں تشریف لاتے اور مہینوں بطورِ تبرک اسے استعمال کرتے اور ہر آنے والے کو وہ تحفہ عنایت کرتے اور کہتے دیکھو مجد دِ وقت نے تحفہ بھیجا ہے اور بار بار فرحت و نشاط کا اظہار فرماتے۔

حضرت کی قوتِ کشف کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ محدث صاحب قبلہ اپنے گھر فیض پور سے اعلیٰ حضرت کا عطا کردہ تحفہ لے کر چلتے ادھر خاکی بابا کو علم ہو جاتا کہ مولانا احسان علی تحفہ لے کے آرہے ہیں۔

حضرت محدث صاحب کے گھر میں شادی تھی اور اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ شادیوں میں ہانڈی میں دہی جما کر بھیجا جاتا تھا، حضرت خاکی بابا نے چند ہانڈی دہی اپنے خادم کی معرفت حضرت محدث صاحب کے گھر بھیجوایا، حضرت محدث صاحب کے گھر جانے سے پہلے ایک چھوٹی سی ندی پڑتی تھی خادم نے ہانڈی سے دہی نکالا اور کھالیا اور اس میں ندی کا پانی ملا دیا جب شام کو حضرت خاکی بابا حضور محدث صاحب کے گھر پہونچے تو عصائے مبارک کو زمین پر مارتے ہوئے ارشاد فرمانے لگے: رے حرمونی کا دہی کھائے تہ کھائے پانی کا ہے ملائے (تم نے دہی تو کھایا پانی کیوں ملایا) حاضر باش لوگ حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرق ہیں کہ حضرت کیا فرمارہے ہیں، حضرت محدث قبلہ عرض گزار ہوئے کہ حضور بات کیا ہے، کیوں نالاں ہیں، ہوا کیا ہے تب حضرت خاکی بابا علیہ الرحمہ نے افشائے راز کیا کہ جس کو میں نے دہی لے کر بھیجا تھا، راستے میں اس نے ہانڈی سے دہی نکال کر کھایا اور اس میں پانی بھی ملا دیا ظاہر ہے کہ جب وہ دہی میں پانی ملا رہا تھا تو حضرت اپنی خانقاہ میں جلوہ فرما تھے لیکن قوتِ کشف کا یہ عالم کہ خانقاہ میں بیٹھ کر خادموں کی نازیبا حرکتوں کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ کے ولیوں کی طہارتِ قلب اور صفائی دل کا یہ حال کہ اپنی خانقاہ میں رہ کر لوگوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں تو پھر نبی کونین رحمتِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ نبوت کا کیا حال ہوگا حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حدیث قدسی ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ جب میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اس کا ہاتھ، اس کا کان، اس کا پاؤں اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں ماضی قریب میں اس حدیث پاک کا پیکر جمیل دیکھنا ہو تو محسوس لگا ہوں میں حضرت خاکی بابا کی باکمال شخصیت کو دیکھیں پنڈول شریف سے دس پندرہ کیلومیٹر کے فاصلے گرہول بستی واقع ہے جہاں بشارت کریم نامی ایک مولوی صاحب تھے اور خوب دعا تعویذ کیا کرتے تھے، حالانکہ ان کا رشتہ علمائے دیوبند سے تھا ایک مرتبہ وہ جنات کے دام فریب میں آگئے ہوا یوں کہ ایک شخص آسیب زدہ تھا اس کے گھر کے لوگ اس شخص مذکور کو مولوی بشارت کریم کے یہاں لے کر گئے، ابھی یہ لوگ راستے میں ہی تھے کہ جن اس کے جسم سے جدا ہو کر مولوی صاحب کے یہاں پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ ایک بات بتائیں کہ اگر کوئی کسی گھر میں رہتا ہو تو بلاوجہ اس گھر سے نکالنا کیسا ہے تو مولوی بشارت کریم صاحب جواباً کہنے لگے یہ تو شرعاً درست نہیں ہے یہ سن کر وہ جن پلٹا اور پھر سے اس شخص پر سوار ہو گیا جب سبھی لوگ مریض کو لے کر مولوی بشارت کریم کے پاس پہنچے اور انہوں نے جیسے ہی جھاڑ پھونک شروع کیا تو جن کہنے لگا حضرت ابھی تو آپ نے مسئلہ بتایا ہے کہ یہ شرعاً جائز نہیں اور وہ کام خود ہی کر رہے ہیں۔ اب تو مولوی بشارت کریم سناٹے میں آگئے اور کہنے لگے

اسے حضرت خا کی بابا کے پاس لے جاؤ سب لوگ اسے خا کی بابا کے پاس لے کر چلے پھر اس نے وہی حرکت شروع کی جو پہلے کر چکا تھا مریض کے جسم سے الگ ہو کر حضرت خا کی بابا کی بارگاہ میں پہنچا اور جیسے ہی مسئلہ دریافت کیا حضرت نے بال پکڑا اور فرمایا: رے حرمرونی کا ہمرے بشرتا سمجھے ہے اور پھر عصا سے دو چار عصا لگایا تو گرگراتے ہوئے کہنے لگا حضور چھوڑ دیجئے، اب میں اس مریض کو تنگ نہیں کروں گا اور پھر غائب ہو گیا کچھ لمحے بعد لوگ مریض کو لے کر حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت خا کی بابا نے ارشاد فرمایا کہ: رے حرمرونی کا جوتو رامریض تہ ٹھیک ہوگیلو۔ (تم لوگ جاؤ تمہارا مریض اچھا ہو گیا)

دینی ہمدردی اور گستاخی کی سزا

ہر زمانے میں محبان اسلام، علمائے کرام اور عاشقان رسول سے باطل قوتوں نے بغض وعناد اور دشمنی کا کوئی لمحہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا مگر ان کور باطنوں کو کیا خبر کہ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کی مٹھی میں نظام کائنات کی دھڑکنیں ہیں اور کیوں نہ ہو جس کے دل میں خشیت الٰہی اور خوف خدا جاگزیں ہو، جن کی زندگی کے شب و روز رضائے الٰہی کے حصول میں گزرتے ہوں، جن کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، کھانا پینا اور زندگی کی ہر ساعت حکم الٰہی کے عین مطابق ہو۔ ؎

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

چنانچہ کچھ مخالین نے آپ کو بھی جان سے مارنے کی سازشیں کیں۔ مگر جب تمام حربے آزمانے کے بعد بھی وہ ناکام و نامراد ہو گئے تو ان لوگوں نے ایک ساحرہ عورت کو اپنے دام فریب میں لے کر اور روپے کی لالچ دے کر تیار کیا تاکہ حضرت کی زندگی کا قصہ تمام کیا جا سکے۔ معاذ اللہ حرص وطمع کی جال میں پھنس کر وہ ساحرہ عورت تیار بھی ہو گئی اور پلان بنا کر حضرت کی خانقاہ میں پہنچ گئی حضرت خا کی بابا کے ساتھ حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب پوکھریروی بھی موجود تھے۔ ساحرہ نے کہا ہو خا کی بابا آج میرے گھر آپ کی اور مولانا ولی الرحمن صاحب کی دعوت ہے، حضرت نے فرمایا، ٹھیک ہے جاؤ منظور ہے، رات ہوئی اور جب کھانے کا وقت ہوا تو حضرت خا کی بابا مولانا ولی الرحمن صاحب کو ساتھ لے کر ساحرہ عورت کے گھر پہنچ گئے۔ پلاننگ کے تحت ساحرہ نے کھانے میں زہر ملا دیا اور حضرت کے سامنے پیش کیا کھانے میں روٹی اور مچھلی تھی، حضرت نے جیسے ہی روٹی توڑ کر مچھلی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا کہ مچھلی کی بوٹیاں تڑپنے لگیں، حضرت نے فرمایا اے بڑھیا تو نے کھانے میں زہر ملا دیا ہے۔ ساحرہ نے انکار کرتے ہوئے کہا نہ خا کی بابا نہ، آپ نے فرمایا کہ اے بڑھیا تو خود سن لے مچھلی کی بوٹی کہہ رہی ہے ہو خا کی نہ کھا ہو ولی نہ کھا۔ آپ نے غضب ناک نگاہوں سے ساحرہ عورت کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اگر خا کی کو جان سے مار دیتی تو کوئی بات نہیں تھی مگر مولانا ولی دنیا سے چلے جاتے تو اسلام کا کتنا بڑا نقصان ہوتا، یہی مولانا سب دین کی بات اور شریعت کا مسئلہ بتاتے ہیں، پھر کیا تھا جلال بھری نگاہوں سے دیکھا ادھر یک لخت بڑھیا کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی اور کچھ ہی دنوں کے بعد وہ عورت مر گئی۔

اس واقعہ سے جہاں آپ کی زندہ کرامت کا پتہ چلتا ہے، وہیں ایک عالم دین کی قدر و منزلت اور ان کے تئیں سچی محبت و انسیت اور ہمدردی کا درس بھی ملتا ہے۔ مشہور ہے کہ کنہواں ضلع سیتامڑھی کا کوئی شخص حضرت خا کی بابا سے ملنے کیلئے پنڈول آیا تو وہاں کے مشہور دیوبندی مدرسہ اشرف العلوم کے ناظم نے اس سے کہا کہ جا رہے ہو تو خا کی بابا سے ہمارے مدرسہ کے لئے کچھ مانگ کر لانا وہ شخص حاضر ہوا اور جب جانے کی اجازت چاہی تو خا کی بابا نے فرمایا کہ تم سے کہا گیا تھا کہ مدرسہ کے لئے کچھ مانگ کر لانا تم بھول گئے انار کے درخت کی چند ٹہنی توڑ کر حضرت خا کی بابا نے اس کو دے دیا جھولے میں رکھ کر وہ چلا گیا اور پھر دینا بھول گیا کئی دنوں کے بعد ناظم کے مطالبہ پر جھولا سے سوکھی ٹہنی نکال کر دیا جسے مدرسہ کے صحن میں لگا دیا گیا۔ قدرت الٰہی سے اس میں جان آ گئی اور لہلہاتا ہوا ہرا بھرا درخت ہو گیا اور برسوں پھل دیتا رہا۔

حضرت مجی بانی و مہتمم اول مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا کے

عہد میں حضرت صدر الافاضل، مولانا مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی اور مخدوم الملت سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمہم اللہ جلسہ میں تشریف لائے مدرسہ کے کمرہ میں دونوں بزرگوں کا ایک ساتھ قیام تھا انھوں نے لیچی و دہی کھانے کا اشتیاق ظاہر کیا مظفر پور کی لیچی مشہور ہے لیکن وہ لیچی کا موسم نہیں تھا۔

کچھ ہی دیر میں امام المکاشفین فی عصرہ حضرت بابرکت خاکی بابا ایک توانا مزدور کے ساتھ ایک بڑے ٹوکرے میں تازہ لیچی اور تازہ دہی لیکر تشریف لائے اور فرمایا آپ حضرات لیچی و دہی کی خواہش رکھتے تھے لیجئے حاضر ہے تناول فرمائیے، حضرت خاکی بابا کی زندہ کرامت:۔ پوکھیرا شریف شمالی بہار کی ایک علمی بستی مانی جاتی ہے دینی اور عصری علوم سے آراستہ شخصیتوں کی کمی نہیں جسے اعلیٰ حضرت کے محب خاص مترجم قرآن حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن قادری کے گاؤں ہونے کا شرف حاصل ہے اور شمالی بہار میں دین حنیف کی خدمت اور مسلک رضا کا فروغ آپ کا اصل اہداف رہا، ہر سال نسلوں کے ایمان وعقیدے کے تحفظ اور اصلاح اعمال کے لیے جلسے کراتے اور جلسے میں علما کا انتخاب حضور اعلیٰ حضرت فرماتے۔

جماعت رضائے مصطفےٰ کے بینر تلے پورے ملک میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہو رہی تھی تو شمالی بہار میں حضرت مجی کو اس کانفرنس کا صدر منتخب کیا گیا اور پوکھیرا شریف میں تین روزہ اجلاس ہوا جس میں پورے برصغیر سے بہ شمول پاکستان و بنگلہ دیش باون علما، مشائخ اور سادات کرام کو مدعو کیا گیا، اس وقت لاوڈ اسپیکر کا رواج نہیں تھا، اس لئے گاؤں میں الگ الگ چار منبر فاصلے فاصلے سے تیار کئے گئے اور عوام کی اس قدر کثرت ہوئی کہ جس طرف نظر جاتی تا حدنگاہ انسانی سروں کا سیلاب دکھائی دیتا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری بستی کے کنوئیں اور تالاب کا پانی خشک ہو گیا، اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت مجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دوست امام المکاشفین فی عصرہ حضرت بابرکت الحاج الشاہ نعمت علی خاکی بابا علیہ الرحمہ کو لے کر مدرسہ نور الہدیٰ کے مغربی حصہ میں پہنچے جہاں سے ایک چھوٹی سی ندی بہہ رہی تھی اور وہ بھی خشک ہو چکی تھی حضرت خاکی بابا نے اپنے ہاتھ میں کدال پکڑا اور ایک ہی ضرب لگائی تھی کہ صاف وشفاف پانی کا چشمہ ابل پڑا اور سارا مجمع اس پانی سے سیراب ہونے لگا۔

اس سال حضور حجۃ الاسلام، شیخ المحدثین حضرت محدث سورتی، مفتی عبدالسلام جبلپوری، صدر الافاضل، ملک العلما، شاہ ابونصر حمد اللہ کمال پشاور، سید شاہ دیدار علی الوری، مولانا وصی احمد سہسرامی، حضرت صدر الشریعہ، مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور سید قطب الدین برہمچاری علیہم الرحمہ جیسی نادر اور عبقری شخصیات کی تشریف آوری ہوئی اور تین شبانہ یوم علما کی تقاریر ہوتی رہیں۔

بدعقیدہ مولوی کی زبان گنگ ہوگئی، عمدۃ المحققین پیر طریقت حضرت علامہ مفتی محمود احمد صاحب قبلہ رفاقتی، سجادہ نشین خانقاہ امین شریعت بھوانی پور مظفر پور نے فقیر تذکرہ نگار سے حضرت ممدوح کی ایک کھلی کرامت بیان فرمائی کہ حضرت خاکی بابا اور حضرت ولی الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کسی بارات میں تشریف لے گئے، اتفاق سے بارات جس گاؤں میں گئی وہاں کی مسجد پہ وہابی امام قابض تھا، جمعہ کا دن تھا۔ حضرت خاکی بابا علیہ الرحمہ نے فرمایا، ہو ولی چل نہ جمعہ کی نماز پڑھ نہ لِ (مولانا ولی چلیے نا جمعہ کی نماز پڑھ لیجئے) مولانا نے فرمایا حضرت اس مسجد میں وہابی مولوی امامت کرتا ہے اور ہم سنیوں کی نماز بدعقیدہ مولوی کی اقتدا میں درست نہیں ہوگی۔

لہٰذا ہم لوگ جمعہ کی جگہ ظہر کی نماز ادا کریں گے، حضرت نے فرمایا ہو ولی چل نہ تو ہی امامت کر دیہہ (مولانا ولی چلئے آپ ہی امامت فرمائیں گے) چنانچہ دونوں بزرگ مسجد میں پہنچے اور اپنی اپنی سنتیں ادا کیں، جب خطبہ کا وقت ہوا تو بدعقیدہ مولوی منبر پہ چڑھ گیا۔ حضرت خاکی بابا نے جیسے ہی اس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اس کی قوت گویائی سلب ہوگئی اور ایک حرف بھی نہ ادا کر سکا پھر حضرت نے فرمایا ''ہو ولی تو پڑھاؤ نہ اُو کے نہ پڑھاوے آو ہے (مولانا ولی آپ پڑھائیے اسے پڑھانا نہیں آتا ہے) حضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت مولانا ولی الرحمن صاحب نے خطبہ پڑھا اور امامت فرمائی۔

خداوند قدوس نے اپنے محبوبان بارگاہ کو ایسی قوت اور تصرف

کی دولت بخشی ہے کہ جسے چاہیں اپنا تابع فرمان کرلیں، چنانچہ اس ضمن میں حضرت کا ایک واقعہ زبان زد خاص و عام ہے کہ ایک دن حضرت اپنے ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ بکری چرا رہے تھے۔ کھیت میں مٹی کا ایک بہت بڑا ڈھیلا تھا۔ آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: چل، حکم پاتے ہی وہ ڈھیلا چلنے لگا اور حضرت اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس پر بیٹھے رہے۔

یہ ہے اہل اللہ کا تصرف کہ اگر بے جان چیزوں میں بھی ٹھوکر مار دیں تو زندگی کی حرارت انگڑائی لینے لگے اور کبھی ایسا ہوتا کہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے اوپر سے مٹی پاٹ دو بچے مٹی ڈال کر گڑھا برابر کر دیتے۔ مگر چند لمحوں میں دیکھتے کہ حضرت خاکی بابا کسی دوسری طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔ ایک سال مدرسہ نورالہدیٰ پوکھریرا شریف کے سالانہ اجلاس میں صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ مقرر خصوصی کی حیثیت سے تشریف لائے۔ گھر سے روانہ ہوتے وقت حضرت کے صاحبزادوں نے عرض کیا، حضور آپ مظفرپور تشریف لے جا رہے ہیں۔ واپسی میں وہاں سے ہم لوگوں کے لئے لیچی لیتے آئیں گے۔ حضرت نے بچوں سے وعدہ فرما لیا۔ آپ مظفرپور پہنچے اور رات کو پوکھریرا شریف کے اجلاس میں ایک دل پذیر تقریر فرمائی، صبح فجر کی نماز کے بعد بیل گاڑی پر سوار ہوکر پوکھریرا شریف سے مظفرپور کے لئے روانہ ہو گئے، ریلوے اسٹیشن پہنچے ٹرین پر تشریف فرما ہوئے، بس ٹرین کھلنے ہی والی تھی کہ حضرت خاکی بابا رحمۃ اللہ علیہ لیچی سے بھری دو ٹوکری حضرت صدرالافاضل کی خدمت عالیہ میں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مولانا آپ نے اپنے بچوں سے جو وعدہ فرمایا تھا وہ بھول گئے، لیجئے یہ ہے مظفرپور کا تحفہ، اپنے بچوں کو پیش کر دیجئے گا، آپ نے دیکھا صاحبان کشف کیسے ہوتے ہیں اللہ انہیں کیسی سماعت اور کیسی بصارت عطا فرماتا ہے کہنے والے مرادآباد یوپی کی سر زمین پر کہہ رہے ہیں، لیچی لیتے آئیے گا اور سننے والا پنڈول مظفرپور بہار سے سماعت کر رہا ہے، جانے والا مظفرپور سے خالی جا رہا ہے دیکھنے والے نے دیکھ لیا کہ مظفرپور کی لیچی نہیں ہے تو خود دو ٹوکری لیچی لے کر مظفرپور اسٹیشن پہونچ گئے، سبحان اللہ!

گنگاندی کی پریشانیوں سے نجات

حضرت خاکی بابا علیہ الرحمہ جب مہنار پہنچے جو موجودہ ضلع ویشالی میں واقع ہے اور آج جہاں آپ کا آستانہ مبارک مرجع خلائق ہے جب یہاں آپ کی آمد کی خبر پورے علاقے میں پھیل گئی کہ محترم جناب رحمت علی صاحب کے گھر پر اللہ کے ایک مقدس اور صاحب کشف ولی تشریف لائے ہیں تو پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے پورا علاقہ سمٹ آیا کیا ہندو کیا مسلمان، کیا سکھ کیا عیسائی، سبھی آرہے ہیں اور دست بستہ عرض گزار ہیں حضور ہم لوگ گنگا ندی سے کافی پریشان ہیں ہر سال سیلاب آتا ہے اور ہم سب کے مکانات تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، فصلیں ضائع ہو جاتی ہیں اور ساری محنتوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ ہر ایک کی یہی تمنا، یہی آرزو یہی شکایت چنانچہ سب کی فریاد سننے کے بعد حضرت نے اپنے ہاتھ میں عصا لیا، ندی کے کنارے تشریف لے گئے اور ندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''رے حرمونی کی تو سب کو پریشان کرتی ہے یہاں سے دور ہو جا'' اور اپنے عصا سے ایک نشان کھینچ دیا اتنا کہنا تھا کہ گنگا ندی مہنار گاؤں سے تقریباً ایک کلومیٹر دور چلی گئی اور سبھی لوگ اس سال سے اب تک جان و مال کے نقصانات اور ہر طرح کی پریشانیوں سے محفوظ ہو گئے۔

حضرت کے لیے ٹرین رُک گئی

۱۲؍شعبان المعظم ۱۳۵۰ء کو چند عقیدت مندوں کو اپنے ساتھ لے کر مہنار کے لیے روانہ ہوئے۔ مہنار سے ایک اسٹیشن پہلے ٹرین رکی، حضرت خاکی بابا علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ عصر کا وقت ہو چکا ہے چلو چل کر نماز ادا کرلیں حضرت عقیدت مندوں کے ساتھ ریل گاڑی سے نیچے اترے۔ وضو فرمایا اور عصر کی نماز ادا کی۔ دعا فرمائی حالت دعا میں ہی آپ پر جذبی کیفیت طاری ہوئی تو آپ اسٹیشن سے باہر نکل کر آبادی کی طرف چل پڑے۔ ادھر ٹرین کھلنے کا وقت ہو چکا تھا۔ سارے عقیدت مند حیران و پریشان کہ ٹرین کھل رہی ہے اور نہ معلوم حضرت کدھر تشریف

لیجارہے ہیں، اسی بیچ گارڈ نے ہری جھنڈی دکھلایا اور ڈرائیور نے سیٹی دیدی۔ مگر ہر ممکن کوشش کے باوجود ریل گاڑی چلنے کا نام نہیں لے رہی ہے، اس کی خبر اسٹیشن ماسٹر کو دی گئی ٹرین کے مکینک کو بلایا گیا کافی جانچ پڑتال کیا گیا مگر کوئی خرابی نظر نہیں آئی اسٹیشن کا سارا عملہ حیران ہے کہ ٹرین کا ہر کل پرزہ درست ہے اس کے باوجود چل کیوں نہیں رہی ہے۔ آخر ہوا کیا ہے؟

ایک سادھو جو اسٹیشن پر بیٹھا ہوا اپنے ماتھے کی آنکھوں سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا ایک طرف وہ حضرت کی جذبی کیفیات کا بغور مطالعہ کر رہا تھا تو دوسری طرف اسٹیشن کے عملہ کی پریشانیاں اس کی نگاہوں کے سامنے تھیں اسے رہا نہ گیا بالآخر اس نے اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ ابھی ایک بابا یہاں نماز پڑھ رہے تھے اور نماز پڑھنے کے بعد وہ باہر چلے گئے ہیں۔ ٹرین ان کے لئے ہی رکی ہوئی ہے۔ انہیں بلا کر لائیے جبھی ٹرین چلے گی، ابھی یہ گفت وشنید چل ہی رہی تھی کہ اسی اثنا میں حضرت مسکراتے ہوئے اسٹیشن کے اندر داخل ہوئے، ریلوے ملازمین نے دست بستہ عرض کی حضور ہم لوگ کافی دیر سے پریشان ہیں، ٹرین نہیں چل رہی ہے۔ جب تک آپ نہ بیٹھیں گے ٹرین نہیں چلے گی۔ آپ نے ان لوگوں کی بات سنی ایک ٹھوکر ماری اور فرمایا ”رے حرم نی کی کیوں نہیں چل رہی ہے مسافر کو پریشان کر رہی ہے“ اتنا کہہ کر ٹھوکر لگائی اور ٹرین چل پڑی۔ جب ٹرین مہنار پہنچی تو آپ اپنے خادموں کے ساتھ اتر گئے اور وہاں رحمت علی صاحب مرحوم کے عشرت کدہ پر قیام فرمایا۔

رحمت علی صاحب نے آپ کا شایان شان خیر مقدم کیا اور بڑی خندہ پیشانی اور احترام وعقیدت کے ساتھ پیش آئے، رحمت علی صاحب مرحوم کے گھر سے پہلے ایک ویران زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، یہ زمین بہت ہنس رہی ہے۔ مگر کسے خبر کہ یہی ویران زمین کل شاداب چمن میں تبدیل ہو جائے گی اور کشف وولایت کا یہ درخشاں سورج یہیں سے اپنے فیض کا اجالا بکھیرے گا۔

یہ چند واقعات حضرت خاکی بابا علیہ الرحمہ کے قوتِ کشف کے حوالے سے تھے جس کے مطالعہ سے اولیائے کرام کی قوتِ باطنی، نگہ عنایت، قربِ الٰہی اور بارگاہِ مصطفٰے میں مقبولیت ومحبوبیت کا اندازہ ہوتا ہے: ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

مزار شریف

وصال مبارک سے چند دن پہلے آپ نے مہنار ضلع ویشالی جانے کا ارادہ فرمایا پنڈول سے پوپری اسٹیشن پہنچے اور وہاں سے بذریعہ ٹرین مہنار کے لیے روانہ ہوئے اور مہنار میں جناب رحمت علی صاحب کے گھر قیام فرمایا، ۱۳ر شعبان المعظم ۱۳۵۰ ہجری کو فجر نماز کی پہلی رکعت کے پہلے سجدہ میں روح پاک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ حافظ عبد الحمید حامد مہناروی نے نماز جنازہ پڑھائی اور جس زمین کی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ یہ بہت مسکرا رہی ہے اسی زمین پہ آپ کا مزارِ مبارک بنا۔ آج ہر سال عرس کے بابرکت موقع سے ہزاروں زائرین آستانے پہ حاضر ہو کر بامراد لوٹتے ہیں۔

◆◆◆

ص ۵۳ر کا بقیہ

بحر وبر ہو یا ہو کوئی اور جا
ہر نفس ہر جان آخر موت ہے
قبل اس کے موت دستک دے تجھے
موت کو پہچان آخر موت ہے
موت تو آنی ہے بے شک ایک دن
مان یا مت مان آخر موت ہے
کرتا ہے فائقؔ دعا سب کے لیے
دے خدا ایمان آخر موت ہے

◆◆◆

ص ۳۵ر کا بقیہ

جیسی مقتدر شخصیات بھی ہیں، جیسا کہ شیخ عبد الحق مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی مشہور زمانہ کتاب اکلیل علی مدارک التنزیل جلد ثانی میں رقم فرمایا ہے۔

◆◆◆

از: مولانا محمد قمر انجم قادری فیضی*

معراج مصطفیٰ! حقائق ومشاہدات

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے، رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے: اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہیں، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ ہیں جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے ہیں۔ (سورۂ توبہ 36)

ان چار مہینوں کی تحدید قرآن کریم میں نہیں ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب! معلوم ہوا کہ حدیث نبوی کے بغیر قرآن کریم نہیں سمجھا جاسکتا ہے، ان چار مہینوں کو اشہر حرم کہا جاتا ہے، ان مہینوں کو حرمت والے مہینے اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام جو فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو سے منع فرمایا گیا ہے، اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر ان چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے، ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلم رہی ہے حتی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔

رجب کا مہینہ شروع ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے، اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہ رمضان تک ہمیں پہنچا۔ (مسند احمد، بزار، طبرانی، بیہقی)

لہٰذا ماہ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعا یا اس مفہوم پر مشتمل دعا مانگ سکتے ہیں، اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرما دیتے تھے، ماہِ رجب کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت حاصل ہوئی، جس سے ماہِ رجب کا کسی حد تک مبارک ہونا ثابت ہوتا ہے۔

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق، مؤرخین اور اہل سیر کی رائے مختلف ہیں، ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال 27 رجب کو 51 سال 5 مہینہ کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کا سفر جس کا تذکرہ سورۂ بنی اسرائیل میں کیا گیا ہے، اس کو اسراء کہتے ہیں اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے، معراج عروج سے نکلا ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں، حدیث میں ''عرج بی'' یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لئے اس سفر کا نام معراج ہوگیا۔ اس مقدس واقعہ کو اسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس واقعہ کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں بھی ہے: پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آگیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمانی تھی، وہ نازل فرمائی۔ سورۃ النجم کی آیات 13–18 میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔ اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہی ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں، رسول

پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔ احادیث متواترہ سے ثابت ہے، یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے لمبا سفر

قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اسراء و معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا، یعنی نبی اکرم ﷺ کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف رات کے ایک حصہ میں مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، کیونکہ وہ تو قادر مطلق ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے تو ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہو جاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔

واقعۂ معراج کا مقصد

واقعہ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم (سورۃ بنی اسرائیل) میں ذکر کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں، اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عظیم الشان مقام و مرتبہ دینا ہے جو کسی بھی بشر حتی کہ کسی مقرب ترین فرشتہ کو نہیں ملا ہے اور نہ ملے گا۔ نیز اس کے مقاصد میں امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا ہے کہ نماز ایسا مہتم بالشان عمل اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند و اعلیٰ مقام پر معراج کی رات میں ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیت نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ نماز اللہ جلّ شانہ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نماز میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے مناجات ہوتی ہے۔

واقعۂ معراج کی مختصر تفصیل

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اور پھر بجلی کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والی ایک سواری یعنی براق لایا گیا جو لمبا سفید رنگ کا تھا، اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی، اس پر سوار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیائے کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

اس کے بعد البیت المعمور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان ہوں اور اس کے پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے مٹکے ہوں۔ جب سدرۃ المنتہی کو اللہ کے حکم سے ڈھانکنے والی چیزوں نے ڈھانک لیا تو اس کا حال بدل گیا، اللہ کی کسی بھی مخلوق میں اتنی

طاقت نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کر سکے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار نہریں نظر آئیں، دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ باطنی دو نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری دو نہریں فرات اور نیل ہیں (فرات عراق اور نیل مصر میں ہے)

نماز کی فرضیت

اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان چیزوں کی وحی فرمائی جن کی وحی اس وقت فرمانا تھا اور پچاس نمازیں فرض کیں، واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور نماز کی تخفیف کی درخواست کی۔ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف کر دی گئیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بھی مزید تخفیف کی بات کہی، لیکن اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ تخفیف کا سوال کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی گئی: میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی ہے یعنی میں نے اپنے فریضہ کا حکم باقی رکھا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس بنا کر دیتا ہوں، غرضیکہ ادا کرنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہی ہیں۔

نماز کی فرضیت کے علاوہ دیگر دو انعام

اس موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ جوڑنے کا سب سے اہم ذریعہ یعنی نماز کی فرضیت کا تحفہ ملا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کی فکر اور اللہ کے فضل وکرم کی وجہ سے پانچ نماز کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کا ثواب دیا جائے گا۔ سورۃ البقرہ کی آخری آیت (آمَنَ الرَّسُولُ سے لے کر آخر تک) عنایت فرمائی گئی۔ اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی ممکن ہے یعنی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے بلکہ توبہ سے معاف ہو جائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا مل جائے گا، البتہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

معراج میں دیدار الٰہی

زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آ رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں اور اگر رؤیت ہوئی تو وہ رؤیت بصری تھی یا رؤیت قلبی تھی، البتہ ہمارے لئے اتنا مان لینا ان شاء اللہ کافی ہے کہ یہ واقعہ برحق ہے، یہ واقعہ رات کے صرف ایک حصہ میں ہوا، نیز بیداری کی حالت میں ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

قریش کی تکذیب اور ان پر حجت قائم ہونا

رات کے صرف ایک حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، انبیائے کرام کی امامت میں وہاں نماز پڑھنا، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیائے کرام سے ملاقات اور پھر اللہ جل شانہ کی دربار میں حاضری، جنت و دوزخ کو دیکھنا، مکہ مکرمہ تک واپس آنا اور واپسی پر قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے ملاقات ہونا جو ملک شام سے واپس آ رہا تھا، جب حضور اکرم ﷺ نے صبح کو معراج کا واقعہ بیان کیا تو قریش تعجب کرنے لگے اور جھٹلانے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے، اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ کے پاس خبر آتی ہے، اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق پڑ گیا، اس کے بعد جب قریش مکہ کی جانب سے حضور اکرم ﷺ سے بیت المقدس کے احوال دریافت کئے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم ﷺ کے لئے روشن فرما دیا، اُس وقت آپ ﷺ حطیم میں تشریف فرما تھے، قریش مکہ سوال کرتے جا رہے تھے اور آپ ﷺ جواب دیتے جا رہے تھے۔

سفرِ معراج کے بعض مشاہدات

اس اہم و عظیم سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و دوزخ کے مشاہدہ کے ساتھ مختلف گناہگاروں کے احوال بھی دکھائے گئے جن میں سے بعض گناہگاروں کے احوال اس جذبہ سے تحریر کر رہا ہوں کہ ان گناہوں سے ہم خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی ترغیب دیں۔

کچھ لوگ اپنے سینوں کو ناخنوں سے چھیل رہے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ناخون تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں۔ (ابوداؤد)

سود خوروں کی بدحالی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر بھی گزرا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے جیسے (انسانوں کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں ان میں سانپ تھے جو باہر سے ان کے پیٹوں میں نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح)

کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے

آپ کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے، کچل جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہوجاتے تھے جیسے پہلے تھے۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا، ختم نہیں ہورہا تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ نمازیں کاہلی کرنے والے ہیں۔

زکاۃ نہ دینے والوں کا انجام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ و بیل کی طرح چرتے ہیں اور کانٹے دار و خبیث درخت اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے ہیں۔

سڑا ہوا گوشت کھانے والے لوگ

آپ کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھا رہے ہیں، آپ نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے مگر وہ زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں اور صبح تک اسی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورتیں ہیں جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی ہیں۔

سدرۃ المنتہی کیا ہے؟

احادیث میں سدرۃ المنتہی اور السدرۃ المنتہی دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں سدرۃ المنتہی استعمال ہوا ہے۔ سدرۃ کے معنی بیر کے ہیں اور منتہی کے معنی انتہا ہونے کی جگہ کے ہیں۔ اس درخت کا یہ نام رکھنے کی وجہ صحیح مسلم میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اسی پر منتہی ہوجاتے ہیں اور جو بندوں کے اعمال نیچے سے اوپر جاتے ہیں وہ وہاں پر ٹھہر جاتے ہیں، یعنی آنے والے احکام پہلے وہاں آتے ہیں پھر وہاں سے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے جانے والے جو اعمال ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں پھر اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

◆◆◆

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اکتیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

امرونہی میں نیت کیا ہونی چاہئے؟

(مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے لکھتے ہیں کہ) آمر بالمعروف کو چاہیئے کہ اس کام سے رضائے الٰہی اور اعزاز دین کا قصد کرے اور اپنے نفس کی پاسداری کے لئے نہ کرے کیونکہ اگر اس سے وجہ اللہ اور اعزاز دین مقصود ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و توفیق شامل حال رہے گی اور اگر اس کا امر بالمعروف، حمیت نفس کے لئے ہوتو اللہ اس سے اپنی مدد روک لے گا۔ (مخذول کرے گا)

ایک دلچسپ وسبق آموز قصہ

(چنانچہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ بطور دلیل ونظیر ایک دلچسپ واقعہ نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں) ہمیں، حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول یہ خبر پہنچی ہے کہ (اگلے زمانے میں) ایک شخص کہیں جارہا تھا۔ سرراہ اسے ایک درخت دکھا جسے لوگ بجائے اللہ کی عبادت کے پوج رہے تھے اسے بہت غصہ آیا اور بولا کہ اللہ کو چھوڑ کر اس پیڑ کی پوجا ہورہی ہے۔ (پھر واپس اپنے گھر آیا) اور کلہاڑی لی اور سوار ہوکر درخت کی طرف چلا تاکہ اسے کاٹ ڈالے۔

راستہ میں ابلیس لعنۃ اللہ علیہ بشکل انسان ملا۔ بولا کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا: میں نے ایک درخت دیکھا ہے جسکی پوجا کی جاتی ہے تو میں نے (اس شرک کو دیکھ کر) اللہ کو عہد دیا ہے کہ کلہاڑی لے کر جاؤں گا اور اسے کاٹ پھینکوں گا۔ تو (اس کا عزم بالجزم دیکھ کر) ابلیس نے کہا: اس درخت کے کاٹنے سے تجھے کیا فائدہ؟ اسے کھڑا رہنے دے اور جو لوگ اسے پوجتے ہیں اللہ نے انہیں (راہ راست سے) دور کردیا ہے۔ تو دونوں میں خوب کہا سنی ہوئی حتی کہ تین بار مار پیٹ ہوئی (اور وہ شخص ابلیس پر غالب رہا) تو جب ابلیس لعین (اس شخص کو اس کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکا اور) ہار گیا تو اس نے (دوسرا داؤں چلا اور) بولا تو واپس چلا جا (درخت مت کاٹ اس کے عوض) میں تجھے روزانہ چار درہم دیا کروں گا۔ تو اپنے بستر کا کونہ اٹھائے گا تجھے اس کے نیچے سے چار درہم مل جائیں گے۔ (تو وہ لالچ میں آکر) بولا: کیا (سچ مچ) تو ایسا کرے گا (وعدہ نبھائے گا)؟ ابلیس نے کہا: ہاں (میں وعدہ پورا کروں گا) میں نے تیرے لئے ہر روز کی یہ ذمہ داری قبول کی۔ تو وہ شخص یہ سن کر اپنے گھر لوٹ گیا اسے وہ درہم دو یا تین یا کچھ اور زائد دنوں تک ملتے رہے اس کے بعد (نہیں ملے) جب ایک دن بستر کا کونہ اٹھایا اور درہم نہیں دکھے (تو ایک دو دن انتظار میں یوں ہی رکا رہا پھر اسے غصہ آیا) تو کلہاڑی اٹھائی اور سوار ہو کے چلا راہ میں پھر انسانی شکل میں اسے ابلیس ملا کہا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: ایک پیڑ کو لوگ پوجتے ہیں لہٰذا میں اسے کاٹنے کیلئے جارہا ہوں، ابلیس نے کہا: اب یہ کام تیرے بس کا نہیں رہا تو پہلی مرتبہ غصہ کرکے جو نکلا تھا وہ اللہ تعالی کیلئے تھا۔ اس روز اگر سب اہل زمین وآسمان جمع ہوکر تجھے روکنا چاہتے جب بھی وہ تجھے نہیں روک پاتے لیکن آج تیرا نکلنا اپنے نفس کے لئے ہے کیونکہ تجھے درہم نہیں ملے ہیں (اس لئے تجھے غصہ آیا ہے) تو اگر تو (یہاں سے پیڑ کی طرف جانے کے لئے) ذرا بھی آگے بڑھا ہم تیری گردن مروڑ دیں گے۔ تو وہ (ڈر گیا اور اپنے ارادہ کی تکمیل سے باز رہا اور) گھر لوٹ گیا اور پیڑ چھوڑ دیا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے کیا کیا ضروری

ہدایت: جو شخص امر بالمعروف کرے اسے پانچ چیزوں کی ضرورت پڑے گی:

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

(۱) علم، اس لئے کہ بے علم امر بالمعروف اچھی طرح نہیں کر سکے گا۔

(۲) اور اس سے رضائے الٰہی اور اعزاز دین مقصود ہو۔

(۳) اور مامور پر شفقت، لہٰذا نرمی اور پیار سے سمجھائے اور ترش روئی اور بد خلقی کا مظاہرہ نہ کرے، فَظِّ لسانی وغِلْظَتِ قلبی سے بچے، کیونکہ (اللہ کو یہی پسند ہے چنانچہ) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما الصلاۃ والسلام کو فرعون (جیسے شریر و شرکش ظلّام وجبّار) کے پاس برائے تبلیغ رسالت روانہ فرمایا تو اس وقت ان سے فرمایا تھا:

''فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ (ترجمہ) تم دونوں اس سے نرم بات کہنا۔'' [سورۂ طٰہٰ-۴۴]

(۴) اور آمر کو صابر اور بڑا بردبار رہنا چاہئے کیونکہ قرآن مجید میں حضرت لقمان حکیم (علیٰ نبینا و) علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں (ان کا وہ قول جو نصیحت کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا تھا) مذکور ہے۔ فرمایا:

''وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ۔ (ترجمہ) اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔''

[سورۂ لقمان-۱۷/ کنز الایمان]

(۵) اور اس پر خود بھی عمل کرتا ہو، تاکہ عار نہ دلایا جائے (اس پر اعتراض نہ ہو سکے) اور تاکہ اس ارشاد ربانی کے تحت داخل نہ ہو جائے۔ فرماتا ہے:

''أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ۔ (ترجمہ) کیا تم، لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھول جاتے ہو۔'' [سورۂ بقرہ-۴۴/ کنز الایمان]

بے عمل واعظ اور عالم کا انجام

حدیث شریف: اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رأیت لیلۃ اسری بی -الحدیث۔ یعنی میں نے شب معراج کچھ مرد دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے تراشے جا رہے تھے، دریافت کرنے پر جبرئیل (علیہ السلام) نے بتایا یہ حضور کی امت کے وہ واعظین (مقررین) ہیں جو کہ دوسروں کو تو بھلائی کا حکم دیتے اور خود کو فراموش کرتے حالانکہ کتاب الٰہی پڑھتے ہیں تو کیا وہ عقل سے کام نہیں لیں گے؟ یعنی عالم ہونے کے باوجود علم پر عمل نہیں کرتے ہیں۔(۱)

بے عمل واعظ و مبلغ اللہ کا مبغوض

اسرائیلی خبر: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ ہمارے سامنے ذکر ہوا کہ توراۃ شریف میں مکتوب ہے:

''یا ابن آدم! تذکرنی وتنسانی وتدعو الیّ وتفرمنی فباطل ما تذهبون۔ اے آدم کے بیٹے! تو دوسروں کو تو میری یاد دہانی کراتا ہے اور خود مجھے بھول جاتا ہے، میری طرف آنے کی دوسروں کو دعوت دیتا ہے حالانکہ تو خود مجھ سے بھاگا پھرتا ہے، تو اے اولاد آدم تم جس راستے پر گامزن ہو وہ باطل ہے۔'' (یعنی بہت مضر و موجب خسران ہے)

امر و نہی اور جہاد شرعی کے اسباب

حدیث شریف: حضرت ابو معاویہ فزاری (علیہ الرحمہ) نے اپنی پوری سند کے ساتھ یہ (طویل) حدیث حضور سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''انتم علی بیّنة من ربکم قد بین الله تعالی لکم طریقکم، ما تظهر فیکم السکرتان، سکرة العیش وسکرة الجهل۔ فانتم الیوم تأمرون بالمعروف و تنهون عن المنکر وتجاهدون فی سبیل الله، و ستحولون عن ذلک اذا فشا فیکم حب الدنیا فلا تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتجاهدون فی غیر سبیل الله، والقاعدون یومئذ بالکتاب سرا و علانیة کالسابقین الاولین من المهاجرین والانصار۔ (ترجمہ) اے مسلمانو! تم لوگ (آج) اسی بیّنہ پر ہو جو تمہارے رب کی جانب سے آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارا راستہ صاف صاف بیان فرمادیا ہے۔

[۱] یعنی کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں، شریعت کے احکام و مسائل خوب جانتے ہیں، ۱۲ مترجم غفرلہ۔

اور (تمہاری یہ راست روی اس وقت تک جاری رہے گی) جب تک کہ تم میں دونشوں کا ظہور (یعنی عام وقوع) نہیں ہوتا، ایک، عیش وعشرت کا نشہ اور دوسرا دین سے نادانی و بے علمی کا نشہ۔ تبھی تو تم آج معروفات (پسندیدہ کاموں) کا حکم دیتے اور منکرات (ناپسندیدہ کاموں) سے منع کرتے ہو۔ اور راہ خدا میں جہاد کرتے ہو (یعنی اعلائے دین کیلئے محنت مشقت اٹھاتے ہو) اور عنقریب تمہاری یہ حالت بدل جائے گی۔ (اس اچھی روش وکیفیت سے تمہارا تحوّل، اس وقت رونما ہوگا) جب تم میں حب دنیا عام وفاش ہوجائے گی تب تم نہ امر بالمعروف کروگے اور نہ نہی عن المنکر کروگے اور تمہارا جہاد، راہ خدا کے غیر میں ہوگا۔ ان ایام میں جو (نیک مسلمان تھوڑے یا بہت) کتاب اللہ پر سراً بھی ظاہراً بھی مستعدی سے قائم رہیں گے وہ (استحقاق ثواب ومراتب میں) سابقین اولین (یعنی مہاجرین وانصار کے مانند) ہوں گے۔

تشریح: (مصنف نے کہا یہاں) لفظ بیّنة سے مراد روشن بیان ہے۔ (نہ کہ شہادت یا دلیل)

تحفظ دین کیلئے فرار، کتنا محمود ومختار

حدیث شریف: حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''من فرّ بدینه من ارض الی ارض-الحدیث۔ یعنی جو مسلمان اپنے دین کو لیے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگا پھرا (مہاجرانہ طور طریقہ اپنایا) اگرچہ بالشت بھر چلا وہ بے شک مستحق جنت ہوا، اور (اتنا ہی نہیں بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ، آخرت میں) اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور ہمارے نبی (محمد مصطفیٰ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت بھی نصیب ہوگی۔''

وضاحت: مطلب یہ ہے کہ (چونکہ دین کی حفاظت کے لئے ان دونوں برگزیدہ نبیوں نے بھی ہجرت کی تھی تو یہ ان کا متبع ہوا اور اتباع ومحبت، متبوع ومحبوب کی رفاقت کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حرّان سے ملک شام کو ہجرت کی تھی جس کا ذکر قرآن شریف میں مذکور ہے۔ (ایک جگہ) یوں آیا ہے:

''وَقَالَ إِنِّيْ مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّيْ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (ترجمہ) ابراہیم نے کہا بے شک میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں اور بے شک وہ عزیز ہے حکیم ہے۔'' [سورۂ عنکبوت-۲۶]

صدق نیت پر بھی استحقاق ثواب

اور دوسری جگہ فرمایا:

''إِنِّيْ ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ۔ (ترجمہ) بے شک میں اپنے رب کی طرف چل دینے والا ہوں وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔'' [صٰفّٰت-۹۹]

(مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) رب کی طرف ہجرت کرنے سے مراد ہے رب کی طاعت ورضا کی طرف۔ (یعنی یہاں مضاف محذوف ہے)''اور ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اپنے وطن عزیز) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تھی۔''

نتیجہ: تو جو مسلمان (پہلے) ایسے علاقہ میں رہتا تھا جہاں معاصی کا غلبہ وظہور تھا تو وہ وہاں سے (اہل ضلالت ومعاصی کے شر سے بچنے اور) رب تعالیٰ کی مرضی پانے کے لئے نکل آیا تو بے شک اس نے حضرت ابراہیم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہما کی اقتدا کی، اسی لئے وہ جنت میں ان کی رفاقت کا (اللہ کے کرم سے) مستحق ہوگا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (ترجمہ) اور جو اللہ ورسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے، اپنے گھر سے نکلے پھر اسے (راہ ہجرت میں) موت آ پکڑے تو اس کا ثواب (ہجرت) اللہ کے ذمۂ کرم پر واقع ہوچکا۔'' [سورۂ نسا-۱۰۰]

جاری ......

امام کی تنخواہ! ہماری ذمہ داری

از: شیخ سجاد حسین رضوی
رضوی نیٹ ورک یوٹیوب چینل

گزشتہ جمعہ مسجد میں اذان سے قبل امام صاحب سے تفصیلی گفتگو کا موقع ملا، گفتگو کے دوران کئی اہم نکات زیر بحث آئے، جن میں ایک اہم مسئلہ ان کی تنخواہ کا تھا، امام صاحب نے بتایا کہ ان کی تنخواہ صرف سات ہزار روپے ہے، یہ سن کر میرے دل میں کئی سوالات ابھرے: کیا یہ رقم ایک امام کے لیے کافی ہے؟ کیا اس تنخواہ میں ایک عام انسان کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں؟ امام صاحب نے اپنے دل کی بات کہی کہ وہ صرف دو تین سال مزید امامت کریں گے، اس کے بعد کسی اور روزگار کی تلاش کریں گے۔

یہ سن کر دل میں سخت بے چینی پیدا ہوئی، کیا واقعی ہماری لاپروائی اور بے توجہی کی وجہ سے مساجد کے ائمہ ایسی سوچ رکھنے پر مجبور ہیں؟ سات ہزار میں گزارا ممکن ہے؟ دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیے: کیا آپ خود سات ہزار روپے میں اپنی زندگی گزار سکتے ہیں؟ اگر نہیں! تو پھر ہم اپنے ائمہ کو اتنی قلیل رقم پر گزارا کرنے پر کیوں مجبور کر رہے ہیں؟ امام صاحب بھی ہماری طرح انسان ہیں۔ ان کی بھی ضروریات ہیں، ان کا بھی ایک خاندان ہے، وہ بھی بیماریوں، سفروں اور روزمرہ کے اخراجات سے دوچار ہوتے ہیں۔ کیا یہ ہمارے ایمان کا تقاضا نہیں کہ ہم ان کی ضروریات کا خیال رکھیں؟

عملی اقدامات کی ضرورت

مسئلے کا حل صرف لکھنے اور پڑھنے کی تک محدود نہیں، ہمیں عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔

1- مسجد کمیٹی سے بات کریں: اپنے علاقے کی مسجد کمیٹی کے ذمہ داران سے ادب سے درخواست کریں کہ امام صاحب کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے۔

2- تحریری درخواست: اگر بات چیت ممکن نہ ہو تو ایک صاف اور مختصر تحریر لکھ کر کمیٹی کو دیں، جس میں امام کی تنخواہ کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

3- امداد بڑھانے کی تجویز: اگر کمیٹی یہ کہتی ہے کہ مسجد کی آمدنی کم ہے، تو آمدنی بڑھانے کی کوشش کریں، مثلاً: اگر کسی مسجد کے ماتحت 80 گھر ہیں اور ہر گھر سے 100 / روپے ماہانہ لیا جا رہا ہے، تو اس رقم کو 150 / روپے کر دیں، یہ معمولی اضافہ کسی بھی گھر کے لیے بوجھ نہیں ہوگا، مگر اس سے امام کی تنخواہ میں خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

کمیٹی کے ذمہ داران کی ذمہ داری

مسجد کے متولی حضرات کو یہ سمجھنا چاہیے کہ امام صرف ایک ملازم نہیں بلکہ دین کے رہنما ہیں، ان کی مالی حالت بہتر بنانا ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے، یہ کہنا کہ "مسجد کے پاس پیسہ نہیں ہے" ایک آسان جواب ہے، مگر یہ مسئلے کا حل نہیں، ہمیں مل جل کر ایسی تدابیر اختیار کرنی ہوں گی، جن سے امام کی زندگی آسان ہو سکے۔

آخری گزارش

یہ ایک اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اماموں کو وہ عزت، مقام اور سہولت دیں، جس کے وہ مستحق ہیں۔ اگر آج ہم نے اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور نہ کیا تو آنے والے وقت میں ہماری مساجد خالی ہوسکتی ہیں، کیونکہ کوئی بھی شخص ایسی تنخواہ پر کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ لہٰذا اپنے ائمہ کی تنخواہ میں مناسب اضافہ کریں تاکہ وہ سکون کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرسکیں، یاد رکھیں کہ یہ ہماری دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

◆◆◆

ص ۵۴ / کا بقیہ ....

کے فلاح و بہبود کیلئے دعائیں کی گئیں اس موقع سے خصوصی طور پر فاضل نوجوان حضرت مولانا اشرف رضا قادری ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت بریلی شریف کے شہزادے عزیزم برہان رضا کیلئے بھی دعائے مغفرت کی گئی۔

رپورٹ: محمد سلمان رضا و عبید رضا
متعلّمین مدرسہ رحمانیہ غوثیہ فرہدوا ہرپیور، ضلع سرلاہی نیپال

منظومات

کروں کیسے مدحت شہ انبیا کی

(از: مولانا محمد مدثر حسین اشرفی پورنوی، بیڑ، مہاراشٹر

کروں کیسے مدحت شہِ انبیاء کی
خدا جانے عظمت شہِ انبیاء کی

کہیں لَن تَرَانِی کہیں اُدنُ مِنّی
یہ شان اور شوکت شہِ انبیاء کی

چلائیں اشاروں پہ شمس و قمر کو
یہ طاقت یہ قوت شہِ انبیاء کی

اگر چاہتے ہو ملے سُرخروئی
رکھو دل میں چاہت شہِ انبیاء کی

ہیں صدیقِ اکبر رفیقِ پیمبر
کیے دل سے خدمت شہِ انبیاء کی

قیامت اسی واسطے ہوگی قائم
سبھی دیکھیں عظمت شہِ انبیاء کی

جہنم کی شدت اسی کے لیے ہے
رکھے جو عداوت شہِ انبیاء کی

سرِ حشر ہم کو مدثر یقیں ہے
ملے گی شفاعت شہِ انبیاء کی

دل ملول ہے مائل در نبی کی طرف

(از: محمد فرقان فیضی امام احمد رضال، سرلاہی نیپال

نہ دنیا اور نہ دنیا کی دلکشی کی طرف
دل ملول ہے مائل در نبی کی طرف

انا لھا کی صدائیں بلند کرتے ہوئے
حضور آئیں گے محشر میں امتی کی طرف

سخن کی راہ میں بھٹکے ہوئے مسافر کو
نبی کی نعت ہی لائی ہے روشنی کی طرف

حضور دنیا کے غم سے نڈھال رہتا ہوں
نگاہ لطف ہو اب میری بے بسی کی طرف

بقیہ ص ۳۸ پر

رب کا ہے فرمان آخر موت ہے

(از: مفتی فیضان رضا فائض مرکزی، جبل پور مدھیہ پردیش

رب کا ہے فرمان آخر موت ہے
دیکھ لے قرآن آخر موت ہے

آتی ہوگی تیرے سینے سے صدا
سن لگا کر کان آخر موت ہے

تذکرہ ہے موت کا قرآن میں
صاحب ایقان آخر موت ہے

کتنے شاہان زمانہ جا چکے
یہ بھی ہے برہان آخر موت ہے

وہ بھی جس کو حکمتیں رب سے ملیں
جا چکا لقمان آخر موت ہے

رستگاری موت سے ہرگز نہیں
یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے

آخرت کا بھی ذرا کر لے خیال
غافل و نادان آخر موت ہے

خواہشوں پر اپنی تھوڑا ضبط کر
قلب پر ارمان آخر موت ہے

ظلم جو ڈھاتے ہیں غیروں پر بھلا
کیا تمہیں ہے دھیان آخر موت ہے

کھو چکا انسانیت کس وہم میں
اے بھلے انسان آخر موت ہے

بخشنے والے کا بندہ ہے تو سن
تو بھی کر احسان آخر موت ہے

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار
ہے تیرا نقصان آخر موت ہے

آج ہے کچھ وقت کل شاید نہ ہو
کر لے کچھ سامان آخر موت ہے

چار دن کی زندگانی ہے یہاں
ہیں سبھی مہمان آخر موت ہے

بقیہ ص ۴۴ پر

جھک جاؤ رب کے آگے مسلماں تمام رات

از: سید خادم رسول عینی، بھدرک اڑیسہ

جھک جاؤ رب کے آگے مسلماں تمام رات
ٹل جائیں گی دعا و عبادت سے مشکلات
یہ ہے شب برأت

تاریخ ہے گواہ یہ ہے مغفرت کی رات
دیکھے ہیں کائنات نے کتنے عجائبات
ہے یہ شب نجات

شاہد روایتیں ہیں احادیث شاہ کی
ہوتی ہیں نازل اس میں کرم کی تجلیات
خوب اس کی ہیں صفات

تم دامن امید نہ چھوڑو کریم سے
رحمان ہے رحیم ہے وہ اس کی اعلیٰ ذات
کرتا ہے التفات

لکھتے ہیں قدسی بندوں کے سارے نصیب کو
زندہ رہے گا کون ملے گی کسے وفات
کتنی اہم ہے رات

نادم ہیں شرمسار ہیں اپنے گناہوں سے
رحمان تو رحیم تو کردے نوازشات
بے چین ہے حیات

حسن سلوک رکھیے سدا والدین سے
اپنوں سے ترک کیجیے کیونکر تعلقات
ہیں یہ اہم نکات

تم عینیؔ اس کی قدر کرو ہے نبی کا حکم
مل جائیگی تمہارے شب و روز کو حیات
ہے یہ شب برأت

بلند ولیوں میں تیرا مقام ہے خواجہ

۶/ جنوری بعد نماز عشا بروز پیر سرزمین فرہدوا سرلاہی نیپال میں سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ جشن غریب نواز کا اہتمام و انصرام کیا گیا آغاز جشن قرآن کریم کی آیات کریمہ سے قاری خوش الحان حضرت حافظ و قاری حسن رضا امجدی نے کیا، آغاز جشن کے بعد مدرسہ رحمانیہ غوثیہ کے ہونہار طلبہ نے نعت و منقبت کے حسین گلدستے پیش کئے جشن غریب نواز کی صدارت و نظامت کے فرائض استاذ الشعراء حضرت مولانا پھول محمد نعمت رضوی صاحب قبلہ نے بحسن وخوبی انجام دیئے، اس حسین موقع سے خصوصی خطاب کیلئے بھارت سے تشریف لائے ہوئے ناشر افکار رضویت حضرت علامہ مفتی نور الہدیٰ خان فیضی قاضی شہر سیتامڑھی نے نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ سلطان الہند عطائے رسول حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی حالات زندگی کو بیان فرمایا، آپ نے اپنے خطاب کے درمیان فرمایا کہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سب سے بہترین خراج یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی شریعت مطہرہ کے مطابق گزاریں جب ہم سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ شدت کے ساتھ سنت و شریعت پر عمل پیرا رہے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا آپ ہندوستان میں اسلام کے صف اوّل کے مبلغین میں ہیں۔

شاعر اسلام حضرت مولانا فرقان فیضی صاحب قبلہ کی شرکت ہوئی، انہوں نے اپنے نعت و منقبت کے اشعار اور اپنی مسحور کن آواز سے محفل میں ایک سماں باندھ دیا، حضرت مولانا مدثر رضا صاحب نے بھی نعت و منقبت کے اشعار پیش فرمائے جبکہ مدرسہ غوثیہ رحمانیہ کے جنرل سکریٹری عالی جناب محب الحق صاحب اور صدر محترم احمد رضا صاحب اور کثیر تعداد میں قرب و جوار کے معززین احباب شریک جشن رہے مفتی نور الہدیٰ خان فیضی حفظہ اللہ کی رقت انگیز دعاؤں سے جشن غریب نواز کا اختتام ہوا اور بروز منگل صبح ۸/ بجے سے مدرسہ رحمانیہ غوثیہ میں قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کا اہتمام ہوا جس میں سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کے توسل سے بالخصوص سرزمین فرہدوا اور بالعموم عالم اسلام بقیہ ص ۵۲ / پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

FEBRUARY-2025
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan